رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

انڈیا سے باہر پانچ روپے (۵)

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۳۱ء مطابق ۲۵ رمضان سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر (۴۱)

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بہمہ نوع خیریت سے ہیں۔

(۲) ۹ فروری سے مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ میں قریباً چالیس احباب معتکف ہیں۔ جن میں پانچ ضعیف العمر خواتین بھی زنانہ حصہ میں اعتکاف بیٹھی ہیں۔

(۳) کئی روز سے آسمان رات دن ابر آلود رہتا ہے۔ جس سے سردی میں بہت شدت ہو کر پھر بہار آئی تو گئے "ثلج کے آنے کے دن" والا الہام مسیح موعودؑ کی صداقت کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔

(۴) جناب قاضی محمد علی صاحب نے شہر دی کی اپیل ہائی کورٹ سے نامنظور ہو جانے پر سنا ہے بیوی کونسل میں اپیل کی تجویز ہے۔ جس کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء تک تین ہفتہ کی مہلت مل گئی ہے۔ احباب عموماً اور ناظرین فاروق خصوصاً دردِ دل سے قاضی صاحب کے لئے خیر مانگیں۔ اور بالالتزام ان کی کامیابی کے لئے دعائیں فرمائیں۔ اللہ رحم کرے۔

مردم شماری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ضروری اعلان

ہر احمدی یاد رکھے اور دوسروں کو اطلاع دے

۱- پہلی مردم شماری ہو چکی ہے۔ دوسرا اور آخری دن چھبیس ۲۶ فروری سنہ ۱۹۳۱ء ہے۔ ۲- مردم شماری کرنے والے سستی یا شرارت سے فرقہ نہیں لکھا کرتے۔ ۳- ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ دیکھ لے۔ کہ اس کے سامنے کے خانہ میں احمدی لکھا ہے۔ ۴- ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ دیکھے۔ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے سب مرد۔ عورت۔ بچوں کے نام لکھے گئے ہیں۔ اور کوئی نام باقی نہیں رہا۔ اور سب کے سامنے احمدی لکھا گیا ہے۔ ۵- ایک نام بھی اگر آپ کے شہر یا علاقہ میں آپ کی غفلت کی وجہ سے رہ جائے گا۔ تو آپ جماعت سے دشمنی کرنیوالے ٹھیریں گے۔ کیونکہ اس سے جماعت کی سبکی ہوگی۔ ۶- ہر اک جگہ مردم شماری کرنے والے لوگوں کے ساتھ احمدیوں کو خود شامل رہ کر نگرانی کرنی چاہیئے۔ ۷- مردم شماری کے دن کو چھٹی کا دن سمجھیں۔ اور سب کام چھوڑ کر اس کام کو کریں۔ ۸- ہندو لوگ ہمیشہ مردم شماری میں مسلمانوں کو کم کر کے دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ اس نقص کا بھی خیال رکھے۔ اور دیکھے۔ کہ سب مسلمان خواہ کسی فرقہ کے ہیں۔ اُن کی مردم شماری پوری طرح ہو جاتی ہے۔ اور ایک مسلمان بچہ بھی خواہ ایک دن کا [illegible] باقی نہیں رہ جاتا۔ ۹- ہر اک احمدی کو چاہیئے۔ کہ میرے اس اعلان کو اپنے اردگرد کی جماعتوں تک پہنچا دے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کسی جگہ کی جماعت جہاں اخبار نہ جاتا ہو۔ اس سے بے خبر رہے۔ ۱۰- ہر اک احمدی کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کو جو دلوں میں احمدیت قبول کر چکے ہوں۔ مگر ڈر کر ظاہر نہ کرتے ہوں۔ سمجھائے۔ کہ اس موقعہ پر اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیں۔ تا خدا تعالیٰ کے سامنے ایک شہادت تو ان کے دل کی تبدیلی پر ہو۔ ۱۱- پچھلی دفعہ بعض سینسس کلرکوں کی جماعت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ اب ایسا نہ ہو۔ ۱۲- سب جماعتوں کو چاہیئے

... فوراً اعلان کریں کہ ہر محلہ اور ہر گلی کے ہر مرد عورت کی مردم شماری ہو گئی ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ خود نہیں لکھا سکتے ان کی طرف سے خود لکھا دیں۔ خاکسار مرزا محمود احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۱ء

تبدیلی عقیدہ کے متعلق

مولوی محمد علی صاحب کا عذر گناہ بدتر از گناہ

اور

امیر پیغام کلیہ غیر احمدیوں کے متعلق فتوی تکفیر

قبلہ محمد علی صاحب کی تبدیلی عقیدہ کا مسئلہ کوئی ایسا سنگ گراں واقعہ ہوا ہے۔ کہ جب کبھی بھی ہمارے پرانے مہربانوں کے پیش ہوتا ہے۔ ان کو ہچکچا چور کر دیتا ہے۔ اور جھٹ دربار امارت میں جا دوہائی مچاتے ہیں۔ وہاں سے ارشاد ہوتا ہے۔ کہ جاؤ میرا دفینالوسی اور فرسودہ مضمون موسومہ "میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال" والے سے پیغام نافرجام کے کالم سیاہ کر ڈالو۔ جس کا نہ سر ہے نہ پیر۔ جو بھان متی کے کنبہ کی طرح کہیں کی اینٹ اور کہیں کے روڑے کا مرکب ہے۔ اور جو "جواب از یمان" کی بولتی چالتی تصویر ہے۔ جس کا منہ توڑ جواب نہ ایک دفعہ بلکہ کئی مرتبہ ہماری طرف سے ٹریکٹوں اور اخباروں کے ذریعہ دیا جا چکا ہے۔ اور اب تو تبدیلی عقیدہ پر وفات مسیح ناصری ؑ کے مسئلہ کی طرح کچھ لکھتے طبیعت ہچکچاتی ہے۔ بس طرح کوئی عقیل و فہیم صاحب قلب سلیم کسی پہلو بھی یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا کہ مسیح علیہ السلام بجسد عنصری تا حال زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اسی طرح یہ امر بھی کوئی ذی ہوش صاحب شعور تسلیم کرنے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا۔ کہ قبلہ محمد علی صاحب سالہا سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی۔ رسول پیغمبر آخر زمان۔ احمد آخر زمان زمانہ ایڈیٹری ریویو میں لکھتے رہے ہیں۔ اور ایک مرتبہ بھی کہیں پھوٹے منہ اور ٹوٹے قلم سے یہ نہیں نکلا۔ کہ حضرت مسیح موعود لغوی نبی ہیں یا محدث نبی ہیں یا ناقص نبی ہیں۔ تو اب اس سالہا سال کی محنت شاقہ کی اشاعت نبوت حقیقی ایک دم کالعدم سمجھ لیں۔ بلکہ جب بھی حضرت مسیح موعود کی نبوت کے ثبوت کے لئے ضرورت لاحق ہوئی۔ تو صرف اور صرف ان کامل انبیاء کی مثال پیش کی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک گذر چکے ہیں۔ کسی ایک جگہ بھی قبلہ مولوی محمد علی صاحب اپنی سابقہ تحریرات میں سے یہ نہیں دکھا سکتے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے زمانہ کے ناقص نبیوں یا محدثوں کی مثال پیش کر کے حضرت مسیح موعود کی صداقت پیش کی ہو۔

خواجہ غلام الثقلین اور مولوی محمد علی

بلکہ ایک موقعہ پر جب خواجہ غلام الثقلین صاحب شیعہ نے انا لننصر رسلنا والی آیت کے استدلال کی تردید میں مسیح کے مصلوب ہونے اور خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے جملہ چھ کس کے پانچ نفوس کے شہید ہونے کا ذکر کیا۔ تو قبلہ محمد علی صاحب نے نہایت تیزی سے بجا جواب فرمایا۔ کہ:۔

"بحث تو یہ تھی۔ کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتلا دیں۔ کہ ان پیشکردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے؟ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے؟ اگر نہیں تو ان باتوں کو اس بحث سے کیا تعلق ہے۔" (ریویو جلد ۹ صفحہ ۳۳۲)

پس ایسے صاف اور بیّن حوالے کے ہوتے ہوئے نامعلوم قبلہ محمد علی صاحب کس قسم کی جرأت اور دلیری سے کام لیکر اپنے اس فرسودہ مضمون میں رقم فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"یہاں جہاں میں نے حضرت صاحبؑ کو نبی۔ رسول لکھا ہے۔ وہ لغوی معنوں کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ شرعی اصطلاح کے ماتحت میں ان کو محدث مانتا ہوں۔" (ملخصاً) (پیغام صلح ۱۹ جنوری)

جب کہ سبطین کے ابو المکرم یعنے حضرت علیؓ بموجب "النبوۃ فی الاسلام" صفحہ ۱۱۵ کے ناقص نبی ہیں۔ اور اسی قسم کے جزئی نبی ہیں۔ جس قسم کے حضرت مرزا صاحبؑ تو پھر غریب غلام الثقلین کو اس قدر جھڑکنے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ قبلہ محمد علی صاحب حضرت مسیح ناصری کو بھی ناقص نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ ناقص کی مثال ناقص سے اور کامل کی کامل سے دیجاتی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا انکار کل نبیوں کا انکار ہے

پھر ایک اور جگہ فرمایا جاتا ہے۔ کہ:۔

"مسیحے نبی کا بھی ایک بڑا بھاری نشان ہے۔ کہ جو اعتراض اس پر کیا جاویگا۔ وہ سارے نبیوں پر پڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے۔ وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے۔"

(ریویو جلد ۵ صفحہ ۳۱۸)

اب ذرا مولانا محمد علی صاحب یا ان کے کچھ لگتے خدا لگتی کہیں۔ کہ اس حوالہ میں "سارے نبیوں" سے مراد لغوی اور ناقص نبی ہیں۔ یا اصطلاحی کامل نبی؟ ذرا سنبھل کر اور اصل جلد ریویو کی نکال کر اس حوالہ کا سیاق و سباق سب بغور دیکھ بھال کر جواب دینا۔ ورنہ ایسی منہ کی کھاؤ گے۔ کہ پھر قیامت تک اٹھ نہ سکو گے۔

خدا کی قسم مجھے اپنے واجب الاحترام محمد علی صاحب کی اس مضطربانہ حالت پر رحم بھی آتا ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی ایک غلط بات کی بے جا حمایت اور بیباکانہ اصرار پر غصہ بھی آتا ہے۔ اصل عزت وہی ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہو۔ اور خدا کی راہ میں ذلت اختیار کرنا بھی حقیقی عزت ہے۔ مانا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب اپنے ہمنواؤں کی نظروں میں اقرار گناہ کر کے ذلیل ہو جائیں گے۔ مگر حقیقی عزت تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ذرا خدا کو خوش کر کے دیکھیں تو سہی۔ کس قدر انعام و اکرام ملتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امیر پیغام کی خود فراموشی

اے اہل پیغام! اپنے واجب الاحترام امیر ایدہ اللہ کو کاٹھ کا اُلو مت بناؤ۔ تبدیلی عقیدہ کی گتھی ایسی پیچیدہ نہیں۔ کہ کوئی سمجھ نہ سکے۔ قادیانیوں کے اعتراضوں سے تنگ آکر قبلہ محمد علی صاحب کا قافیہ تنگ نہ کرو۔ اور انکو گناہ کا مرتکب نہ بناؤ۔ تمہارے مطالبات سے تنگ آکر قبلہ محمد علی صاحب جیسا اعلیٰ تعلیم یافتہ حمایت باطل میں صریح جھوٹ جیسے گندے اور کمینے فعل کے ارتکاب کو بسا سہل سمجھتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ خاموشی اختیار کرکے تم سے شرمندگی اٹھائے۔ میرے دل میں قبلہ محمد علی کی بوجہ ان کی سابقہ خدمات دینی کے بہت بڑی عزت اور عظمت ہے۔ میں باوجود اس قدر اہم اختلاف کے جھوٹ جیسے ناپاک اور حیا سوز فعل کو مولانا محمد علی کی طرف منسوب کرنا کبیرہ گناہ سمجھتا تھا۔ مگر بدقسمتی سے میری نظر سے ان کا مضمون "میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال" ۱۹ر جنوری ۱۹۳۱ء کے پیغام میں گذرا۔ جس میں علاوہ ابلہ فریبیوں کے جن کو میں مقتضاء طبیعت سمجھ کر چشم پوشی کے لائق جانتا ہوں۔ جھوٹ اور دروغ بافی سے بھی کام لیا گیا ہے۔ جن کی کم از کم مولوی محمد علی جیسی پوزیشن کے انسان سے ہرگز امید نہ تھی۔

کسی حوالہ سے غلط یا دلفریب استدلال کرنا اتنا معیوب نہ تھا۔ جتنا کہ دیدہ دانستہ حق پوشی سے کام لینا۔ اور لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرنا ایک مدعی اسلام ہی کا ہے۔ بلکہ ایک گروہ کے مدعی امارت کی شان سے بالکل بعید ہے۔ مولانا کے اس فعل پر شرافت اور نجابت اور راستی جس قدر بھی ماتم کرے کم ہے۔

امیر پیغام کی ابلہ فریبی

مگر قبل اس کے کہ میں انکی صریح کذب بیانی ظاہر کروں۔ ان کے مضمون کی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے مختصراً ان کی ابلہ فریبی کو کھولتا ہوں۔ اولاً مولوی محمد علی صاحب نے لغوی اور اصطلاحی نبی کی جدا جدا تشریح یوں قائم کی ہے:۔

"اسی طرح لفظ نبی نبأ سے مشتق ہے جس کے معنے خبر ہیں۔ اور لغوی معنے کے رُو سے اس شخص پر بھی بولا جا سکتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے کچھ خبر پاکر پیشگوئی کرتا ہے۔ مگر اصطلاح میں اس سے مراد ایسا شخص ہے۔ جو انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی پیغام لاتا ہے۔ ..... پس اصطلاح مذہبی میں رسالت اور نبوت ہدایت کا لانا ہے۔ اور اصطلاح لغت میں نبوت اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی غیب کی خبر پانا ہے۔ گو وہ محض پیشگوئی ہو۔" (پیغام ۱۹ر جنوری ۳۱ء)

یہ تو وہ تشریح ہے۔ جو جناب محمد علی صاحب نے امیر پیغام کے عہدہ پر فائز ہو کر فرمائی ہے۔ جس کو میں بدون کسی جرح قدح کرنے کے چھوڑ کر مولانا موصوف ہی کی فرمائی ہوئی وہ سابقہ تشریح پیش کر دیتا ہوں۔ جبکہ آپ نے خالص احمدی ہوتے ہوئے اپنے زمانہ ایڈیٹری ریویو میں شائع کی تھی۔ آگے ان دونوں کا موازنہ کرنا ناظرین کا کام ہے۔ وہ دیکھیں۔ کہ امیر پیغام کی موجودہ تشریح اور مولوی محمد علی ایڈیٹر ریویو کی سابقہ تشریح میں عین مطابقت ہے یا تخالف۔ سنئے مولانا ریویو جلد ۶ میں فرما چکے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ کا قانون مستمرہ اور سنت جاریہ جو صحیح مذہبی تاریخ سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح واضح ہوئے ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جاتا ہے۔ اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت و تاثیر اور قوت جذب اور اعجاز اور معجز نمائی اور زور و برہان نہیں رہتیں۔ تو اس وقت خدا تعالےٰ کمال فضل و رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے کہ جس کے مقدم خیر سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفوذ پاتی ہے۔ اور مرجھائے ہوئے نخل ایمان پھر تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ اسی قانون کے مطابق اللہ تعالےٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا ہے۔ پھر جب مسیح سے چھ سو برس بعد عیسائی دین پر اس قسم کی موت وارد ہوئی۔ جس کو تیرہ سو برس ..... گذر چکا ہے۔ تو اس وقت خدا نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر اسی قانون اور تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح موعود کو قادیان میں نازل فرمایا ہے۔ جن کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ ہے۔"

اس قسم کے حوالہ جات کئی ایک پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر بخوف طوالت صرف ایک ہی پر اکتفا کرتا ہوں اب ناظرین اس حوالے میں بالخصوص جلی شدہ الفاظ پر غور فرما کر بتائیں۔ کہ آیا یہ حوالہ مولوی محمد علی کی تشریح کے عین مطابق ہے یا مخالف اور بتائیں۔ کہ مذکورہ بالا تشریح ناقص نبوت کے متعلق ہے۔ جو بخیال ان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوئی یا کامل نبوت کے متعلق جو صحیح مذہبی تاریخ کی رُو سے آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک قانون مستمرہ اور سنت جاریہ کے رنگ میں جاری رہی۔ پھر اس حوالہ میں ایک اولوالعزم نبی کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔ جو خدا کی سنت مستمرہ اور قانون جاریہ کے ماتحت مبعوث ہوا۔ اور اسی قانون مستمرہ اور سنت جاریہ کے مطابق جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیشتر اور آپؐ کے زمانہ تک رائج رہی۔ مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت بتا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ سوچ سمجھ کر دیکھ لیں۔ کہ قبلہ محمد علی صاحب کی تعریف اور اصطلاح کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ ناقص نبی ظاہر ہوتے ہیں۔ یا کامل نبی قرار دیئے گئے ہیں؟

مسئلہ کفر و اسلام غیر احمدیاں

آگے چلکر قبلہ محمد علی صاحب نے اپنی خلط مبحث کرنے کی سابقہ بدعادت سے مجبور ہو کر بے جوڑ اور بے موقعہ کفر و اسلام کی بحث چھیڑ دی ہے۔ اسلئے میں بھی ان کی تردید میں ان کا تتبع کرتا ہوا۔ کفر و اسلام کے مسئلہ پر بتوفیق ایزدی مزید روشنی ڈالتا ہوں۔

مسئلہ کفر و اسلام

کفر و اسلام کے مسئلہ میں بار بار یہی کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو مسئلہ نبوت میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹھوکر لگی ہے۔ کہ انہیں تمام کلمہ گو مسلمانوں کو جو حضرت مسیح موعودؑ کے نام سے بھی بے خبر ہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا پڑا ہے۔ جو اسلام میں ایک خطرناک تفرقہ کی بنیاد ہے۔"

(پیغام ۱۹ جنوری)

اس کے جواب میں پہلے میں حضرت میاں صاحب ایدہ اللہ کے اپنے الفاظ میں مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق وہ عقیدہ درج کرتا ہوں جس کا مولوی محمد علی صاحب اپنے خود ساختہ الفاظ میں صرف حوالہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا عقید و متعلق کفر و اسلام

"میرا عقیدہ ہے۔ کہ کفر درحقیقت خدا تعالےٰ کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور جب بھی کوئی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی نازل ہو۔ کہ اس کا ماننا لوگوں کے لئے حجت ہو۔ اس کا انکار کفر ہے۔ اور چونکہ وحی کو انسان تب ہی مان سکتا ہے۔ کہ جب وحی لانے والے پر ایمان لائے۔ اس لئے وحی لانے والے پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اور جو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اس وجہ سے نہیں۔ کہ وہ زید و بکر کو نہیں مانتا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے ..... نہ ماننے کے نتیجہ میں اسے خدا تعالےٰ کے کلام کا بھی انکار کرنا پڑیگا۔ میرے نزدیک سب نبیوں کا کفر اسی باعث سے ہے۔ نہ ان کی اپنی ذات کی وجہ سے اور چونکہ ایسی وحی جس کا ماننا ضروری ہو۔ صرف انبیاء پر ہوتی ہے۔ اسلئے صرف انبیاء کا انکار کفر ہے نہ اور لوگوں کا۔ اور چونکہ میرے نزدیک ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ پر ہوئی ہے۔ اس لئے میرے نزدیک بموجب تعلیم قرآن کریم کے ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں۔ خواہ وہ باقی سب صداقتوں کو مانتے ہوں۔ کیونکہ موجبات کفر میں سے اگر ایک موجب بھی کسی میں پایا جاوے۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے

..... اور چونکہ اسلام کے احکام کی بنا ظاہر پر ہے۔ اس لئے جو لوگ کسی نبی کو نہیں مانتے خواہ اسی وجہ سے نہ مانتے ہوں۔ کہ انہوں نے اس کا نام نہیں سنا کافر کہلائیں گے۔ گو خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ مستحق عذاب نہ ہوں گے۔ کیونکہ ان کا نہ ماننا ان کے کسی قصور کی وجہ سے نہ تھا"

حضرت مسیح موعودؑ کا عقید و متعلق مسئلہ کفر

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے اس اعتراض کے جواب میں کہ آپ کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے:۔

(۱) حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی صـ ۱۶۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کا انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھکر کافر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ۔ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر افترا کرنے والا۔ دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا.....

بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالےٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھیراتا ہے۔ اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔"

(۲) پھر صـ ۱۷۹ پر چلکر فرمایا:۔

"بہرحال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ اس کا کام ہے۔ جو عالم الغیب ہے ہم اس [illegible] سکتے ہیں۔ کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے۔ اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھیر چکا ہے۔ وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مواخذہ سے بری ہیں۔ اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ اور کفر دو قسم پر ہے۔ اوّل ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا..... اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں ..... اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالےٰ کے نزدیک اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے جس کی بناء ظاہر پر ہے۔ اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔"

(۳) پھر صـ ۱۶۵ پر حضرت صاحب نہایت وضاحت سے یوں فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے۔ وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں۔ کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں۔ جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھیرایا ہے۔ پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر (یعنے مکفرین کو مومن سمجھنا۔ فخر) کی پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔"

(۴) پھر البدر میں شائع ہوا۔ کہ:۔

"ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ آیا ایسا شخص جو نماز پڑھتا۔ اور آنحضرت صلعم پر ایمان لاتا ہے۔ وہ مسیح موعود کے نہ ماننے سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایماندار ہے یا کافر۔" ملخص:

حضرت صاحبؑ نے اپنے دست مبارک سے لکھکر مندرجہ ذیل جواب فرمایا:-

"اس کا جواب یہی ہے۔ کہ خدا کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی نہ ماننا موجب کفر ہے۔ جو شخص مثلاً نماز پڑھتا ہے۔ مگر کہتا ہے۔ کہ چوری کرنا اور زنا کرنا اور شراب پینا اور جھوٹ بولنا اور سور کھانا اور خون کرنا گناہ نہیں۔ وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس نے خدا تعالےٰ کے احکام کی تکذیب کی۔ اور ان سے انکار کیا۔ زنا کرنا اور شراب پینا وغیرہ معاصی کفر نہیں ہیں۔ وہ سب گناہ ہیں۔ مگر ان بدکاریوں کو حلال ٹھیرانا موجب کفر ہے۔ پس اسی طرح مسیح موعود سے انکار کرنا اس وجہ سے کفر ہے۔ کہ اس میں خدا اور رسول کے وعدہ اور متواتر پیشگوئی سے انکار ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان جو ادنیٰ علم بھی رکھتا ہو۔ اس سے واقف ہے۔ خدا کے حدود کو توڑنا کافر نہیں کرتا۔ بلکہ فاسق کرتا ہے۔ مگر خدا کے قول کے برخلاف بولنا کافر کرتا ہے۔ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔" (البدر جلد دوم نمبر ۲۳ صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱)

مولوی محمد علی کا غیر احمدیوں کے متعلق فتوی تکفیر

(۱) مولوی محمد علی صاحب قادیانی زندگی کے دور میں رسالہ "احمدی" میں یہ لکھ چکے ہیں۔

The Ahmadiyya Movement stands in the same relation to Islam in which Christianity stood to Judaism. یعنی سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی نسبت رکھتا ہے۔ جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھی۔"

غیر احمدی تمام انبیاء کے کافر ہیں

(۲) پھر ایک اور جگہ اس سے بڑھکر غیر احمدیوں کے حق میں یوں گلفشانی فرماتے ہیں:-

"افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحبؑ کی مخالفت میں اندھے ہو کر انہی اعتراضات کو دوہرا رہے ہیں۔ جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح عیسائی آنحضرت صلعم کی مخالفت میں اندھے ہو کر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔ اور دوہرا رہے ہیں۔ جو یہودی حضرت عیسیٰؑ پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جاویگا۔ وہ سارے نبیوں پر پڑیگا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے۔ وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے۔" (ریویو جلد ۵ صفحہ ۳۱۸)

غیر احمدی بے ایمان ہیں

(۳) اسی طرح ریویو جلد ۳ صفحہ ۲۰۹ "کیا ہم ایمان رکھتے ہیں" کے عنوان کے ماتحت کیا ہی حق و حکمت بھری بات لکھتے ہیں۔ جو مسئلہ تکفیر کے حق میں بالکل فیصلہ کن ہے۔ فرماتے ہیں:-

"لیکن مرور زمانہ سے ہر ایک نبی کے بعد پھر ایک ایسا وقت آجاتا ہے۔ کہ وہ نشانات صرف بطور قصہ کہانی کے رہ جاتے ہیں۔ اور اس لئے اصلی غرض کو بھی پورا نہ کر سکتے تھے۔ اور پھر ایمانی حالتیں تنزل کی طرف رُخ کرتیں۔ ایسے وقتوں میں اللہ تعالےٰ اور نبی بھیج کر از سر نو آسمانی نشان دکھاتا رہا۔ اور اس طرح پر دوبارہ ایمان کو دنیا میں قائم کرتا رہا۔ پس صرف آسمانی نشان جو ایک زندہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ صرف وہی ایک ایسی چیز ہیں جو ایمان کو دلوں کے اندر ایسی مضبوطی سے قائم کر سکتے ہیں۔ جس ایمان کو حاصل کر کے انسان گناہوں سے رُک سکتا ہے۔ اور آخیر پر طالبان حق کو ہم خوشخبری سناتے ہیں۔ کہ ایسا ایک نشان نما اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں بھی مبعوث فرمایا ہے۔ جیسا کہ اس کا قدیم سے وعدہ تھا۔ ہاں اس کے پیچھے لگ کر جو دنیا میں مسیح موعودؑ ہو کر ظاہر ہوا ہے ہم اس کامل اور یقینی ایمان کو حاصل کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے دلوں کو اللہ تعالےٰ کی ہستی کے یقین کے ساتھ بھر دے۔ اسی کی پیروی سے اسوقت دنیا گناہوں سے نجات پا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے وجود کا پتہ دیتا ہے۔ پس ہمارا آخری جواب اس سوال کا کہ آیا ہم ایمان رکھتے ہیں یہ ہے کہ ہم اسی وقت ایمان کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جب کہ ہم ان آسمانی نشانوں کو دیکھ کر جو اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کی وساطت سے اس زمانہ میں ظاہر فرمائے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی ہستی پر کامل یقین رکھتے ہوں۔ اگر یہ نہیں۔ تو پھر ہمارا ایمان ہمارے منہ کی بات ہے۔ جو محض لاف ہی لاف ہے اور جس کی اصلیت کچھ نہیں۔"

میں نے سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسئلہ کفر و اسلام کے تصفیہ کے لئے حضرت میاں صاحب کے عقائد متعلقہ کفر و اسلام من و عن درج کر کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور قبلہ مولوی محمد علی صاحب کی قریباً بیس سالہ پیشگی تصدیق بالمقابل رکھدی ہے۔ اب ناظرین انصاف آگین سے بصد ادب ملتمس ہوں۔ کہ آپ لوگ ان ہر سہ قسم کے حوالوں کا موازنہ فرما کر دیکھیں۔ کہ آیا ان کے مطالب اور معانی اور نتائج میں کلی طور پر مطابقت یا موافقت ہے یا مخالفت اور تبائیں۔ حضرت میاں صاحب بھی فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی ایسی وحی جو تمام لوگوں کے لئے واجب التسلیم ہو۔ اس کے انکار سے خدا کا انکار لازم آتا ہے۔ اس لئے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ نہ کہ کسی زید و بکر کے انکار سے۔ اور واجب التسلیم وحی پر ایمان لانے سے مراد وحی لانے والے پر ایمان لانا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا کے کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ اور مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ اس لئے ہر ایک جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ کافر ہے۔ کیونکہ دو ہی فریق ہیں۔ ایک مومن اور ایک کافر۔ ماننے والے مومن اور نہ ماننے والے خواہ وہ مکذب ہوں۔ یا مکذبوں کے ساتھی ہوں کافر۔ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب بھی ۱۹۰۴ء میں لکھ چکے ہیں۔ کہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں وہ اسلام کے یہودی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر کہ یہودی تو صرف حضرت عیسےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منصوب ہوئے تھے۔ مگر جو مسیح موعودؑ جیسے مامور من اللہ کو نہیں مانتا۔ وہ تمام سلسلہ نبوت کو جو حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کے کل انبیاء پر مشتمل ہے تمام انبیاء کا منکر اور کافر ہے ؛

پہلے امیر پیغام نے غیر احمدیوں کو خارج از اسلام کہا

اب ناظرین آپ اندازہ لگالیں کہ غیر احمدیوں کو خارج از اسلام کافر قرار دینے میں کس نے سختی اور پہل کی ہے۔ حضرت میانصاحب کی مسئلہ کفر میں پرانی سے پرانی تحریر اہل پیغام ۱۹۱۱ء کی دکھا سکیں گے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کی یہ تحریر ۱۹۰۴ء کی ہے جس میں غیر احمدیوں کو یہودیوں جیسا کافر اور مسیح موعودؑ کو نہ ماننے کی وجہ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا کافر قرار دے رہے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ قبلہ مولوی محمد علی صاحب یہاں پر یہ توجیہہ فرماویں۔ کہ میں نے کافر اور خارج از اسلام تو نہیں کہا۔ میں نے عیسائی یا یہودی اور تمام انبیاء کو رد کرنے والا قرار دیا ہے۔ مگر قبلہ مولوی صاحب سے ہر ایک عقلمند کو یہ سوال کرنے کا تا قیامت حق قائم رہے گا۔ کہ جناب والا۔ عیسائی یا یہودی اور تمام انبیاء کا انکار کرنے والا اگر کافر اور خارج از اسلام نہیں۔ تو فرمایا جائے۔ کہ وہ کس ڈگری کا مسلمان قرار دیا جاوے گا ذرا لغوی یا شرعی اصطلاح کا حوالہ ضرور دینا۔ کس قدر اندھیر اور ظلم ہے۔ کہ خود بدولت تو قادیانی لائف میں سالہا سال تک غیر احمدیوں کو یہودی اور عیسائی اور کل انبیاء کے منکر اور کافر قرار دیتے رہے۔ یعنی نرا خارج از اسلام ہی نہیں۔ بلکہ خارج از عیسائیت اور یہودیت محض اسلئے کہ بیچارے غیر احمدی حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے۔ اور اب لاہور کا نیا چولہ بدلتے ہی چاتر بن بیٹھے۔ اور لگے حضرت میانصاحب پر اس کا الزام دھرنے کہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو میاں صاحب کافر اور خارج از اسلام قرار دے رہے ہیں ؛

مولوی محمد علی نے مسیح موعودؑ کی نافرمانی کی

کیوں صاحب ریویو کے ایڈیٹر ۱۹۰۴ء میں آپ (یعنے مولوی محمد علی) تھے۔ یا حضرت میاں صاحب اور ۱۹۰۷ء کے ریویو میں یہ مضمون مولوی محمد علی صاحب کا تھا۔ یا میانصاحب کا۔ جس ۴۰ کروڑ مسلمانوں کو محض مسیح موعودؑ کے انکار کی وجہ سے آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کے کل انبیاء کا کافر قرار دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہودی اور عیسائی بنایا گیا ہے۔ اور پھر رسالہ "احمدؐ" انگریزی میں جو قبلہ محمد علی صاحب ہی نے ۱۹۰۷ء میں رقم فرمایا تھا۔ غیر احمدیوں کو اسلام کا یہودی گردانا گیا ہے۔ کیا یہودی خارج از اسلام نہیں؟ اے اہل پیغام ذرا خوف خدا سے کام لو۔ اور اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو۔ کہ یہ کفر کے بودے سب آپ کے "امیر ایدہ اللہ" کے ہی لگائے ہوئے ہیں ۱۹۰۴ء میں نہ تشحیذ تھا۔ اور نہ ہی حضرت میانصاحب کوئی مضمون لکھتے تھے۔ چھوٹی عمر تھی۔ اس وقت کے اہل قلم آپ کے ایم۔ اے صاحب تھے جنہوں نے ایک طرف باوجود یہ جاننے کے کہ حضرت صاحب ۱۸۹۲ء میں مولوی عبدالحکیم کو تحریر بھیج چکے ہیں۔ کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور "لفظ نبی کا کاٹا ہوا" خیال فرمالیں۔ اور پھر ۱۸۹۹ء کے اس خط کو پڑھ لینے کے باوجود بھی جس میں حضرت صاحب نے بہ بداہت فرمادیا تھا۔ کہ آئندہ اپنی جماعت کی عام بول چال اور دن رات کے محاورات میں لفظ (نبی و رسول) نہیں آنے چاہئیں۔ قبلہ محمد علی صاحب ایسے سعید اور رشید مرید واقع ہوئے اور حضرت مسیح موعود کے ایسے تابع فرمان ثابت ہوئے۔ کہ ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۸ء تک برابر لگاتار نہ ایک مرتبہ بلکہ سینکڑوں مرتبہ نبی و رسول، پیغمبر آخر زمان۔ نبی موعود۔ مرسل وغیرہ کے الفاظ حضرت میرزا صاحبؑ کے حق میں استعمال کرتے رہے۔ حالانکہ حضرت صاحب ۱۸۹۲ء میں جزوی نبوت اور ناقص نبوت وغیرہ بھی کاٹا ہوا خیال کرنے کو فرما رہے تھے۔ مگر قبلہ محمد صاحب نے جزی یا ناقص کی اصطلاح کو بھی بالکل خیرباد کہکر صرف نبی اور رسول کے الفاظ کا بار بار اعادہ فرما کر ظاہر کیا۔ کہ آپ ایسے خلف الرشید ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود جس فعل سے بار بار منع فرما رہے ہیں۔ اسی فعل کا بطرز اولیٰ اور بڑھا چڑھا کر ارتکاب کرتے جاتے ہیں ؛

امیر پیغام پر حجت تمام

قبلہ محمد علی صاحب! یہی ایک زبردست اور فعلی دلیل آپ پر کافی حجت ہے۔ کہ اگر اس امتناع حکم کا اثر ۱۹۰۲ء تک قائم ہوتا۔ تو آپ کے اس فعل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو فوراً ایک بینی دو گوش کان پکڑ کر باہر کر دیتے۔ مگر چونکہ معاملہ برعکس ہے۔ اس لئے آپ بھی اپنے ایمان اور یقین کی رو سے اظہار حق کرتے میں حق بجانب تھے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ بھی آپ کے اس فعل پر راضی اور خوش تھے۔ بلکہ مجھے تو آپ پر اس سے بھی بڑھ کر یہ حسن ظنی ہے۔ کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ۱۹۰۱ء سے بموجب حقیقۃ الوحی کے "بارش کی طرح وحی نازل" ہونے پر نبی و رسول کے الفاظ بار بار استعمال کرتے دیکھا۔ تو آپ بھانپ گئے۔ کہ حضورؑ کا سابقہ ارشاد "کاٹا ہوا" اور "تمام بول چال میں استعمال نہ کرنے والا" اب منسوخ ہو گیا ہے۔ اس لئے آپ نے خوب دل کھولکر نبی اور رسول کا لفظ استعمال کرنے میں اگلی پچھلی کسر نکال لی۔ حضرت مسیح موعودؑ تو بطور احتیاط کسی کسی موقعہ پر امتی یا ظلی وغیرہ الفاظ بھی نبی کے ساتھ استعمال فرمالیتے تھے۔ مگر قبلہ محمد علی صاحب کو اللہ جزائے خیر دے۔ شاید آئندہ آنے والے زمانہ کی خاطر مولوی صاحب نے ایک مرتبہ بھی بھولے بھٹکے سے نبی و رسول کے الفاظ کے ساتھ اضافی اور تشریحی الفاظ امتی یا ظلی وغیرہ والے استعمال نہیں کئے۔ ورنہ آج ہم قادیانیوں کو کچھ نہ کچھ ضرور مشکل کا سامنا ہوتا۔ کیونکہ ظلی اور بروزی کی اوٹ میں مولانا موصوف بہت کچھ داؤ پیچ کھیل سکتے تھے۔ پھر دیکھئے کس طرح پورے ایمان اور تیقن سے علی الاعلان لکھ رہے ہیں۔ کہ نبی وقت مسیح موعودؑ کی پیروی کے بغیر نجات ہی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی انسان مومن کہلا سکتا ہے۔ مومن وہی کہلائے گا۔ جو مسیح موعودؑ کی پیروی کریگا۔ اب اہل پیغام ضد و تعصب اور کاوش اہلبیت سے ایک لمحہ کے لئے الگ ہو کر بتائیں۔ کہ حضرت میاں صاحب کے ۱۹۱۱ء والے مضمون "مسلمان وہ ہے جو سب مامورین کو مانے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مولوی محمد علی صاحب کے منقولا بالا مضمون "کیا ہم ایمان رکھتے ہیں" کے اس مفہوم میں کہ مسیح موعود کی پیروی کے بغیر نجات نہیں۔ اور نہ ہی بنی وقت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر مومن کہلا سکتے ہیں۔ ایک رتی برابر بھی فرق ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو خدارا بتاؤ۔ کہ کیا یہ "امیر ایدہ اللہ" کی ابلہ فریبی ہے یا نہیں۔ کیا وہ تم سب کو فول نہیں بنا رہے۔ مولوی محمد علی صاحب کو کیا معلوم تھا۔ کہ بما کسبت ایدیکم کے مطابق سابقہ اعمال اس طرح میرے لئے وبال جان ہونگے۔ کہ جو نہ اگل سکینگے اور نہ نگل سکیں گے۔ کیا اس پر بھی ۱۸۹۲ء کا "کاٹا ہوا" والا حوالہ مولوی محمد علی صاحب کے ۱۹۰۲ء سے شروع کئے ہوئے کرتوتوں پر کام آسکتا ہے۔ تف ہے۔ ایسے مضحکہ خیز استدلال پر اور حیف ہے ایسے بازیچۂ اطفال خیال پر۔ کہ کس دلیری اور بے باکی سے قبلہ محمد علی صاحب اپنے بچاؤ کی صورت یوں نکالتے ہیں۔ کہ:۔

امیر پیغام کا عذر خام

"مجھے تو اس قدر فرصت نہیں۔ کہ میں ساری ریویو کی جلدوں کو اب دوبارہ پڑھوں۔ کیونکہ میں اپنی تحریروں کی بناء پر کوئی عمارت نہیں بنانا چاہتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اور اگر میرے ہزاروں صفحے بھی حضرت صاحبؑ کی تحریر کے خلاف ہوں۔ تو ان کی کچھ وقعت نہیں"

(پیغام ۱۹ر جنوری ۱۹۳۱ء)

آپ پر تبدیلی عقیدہ کا اتنا بڑا حملہ ہو رہا ہے۔ جس کے جواب کے لئے ساتواں حصہ صدی کا آپ کو زور لگاتے گذر گیا ہے۔ اور کچھ بھی نہیں بن سکا۔ اس کے لئے قبلہ مولوی صاحب کیسی سادگی سے رقمطراز ہیں۔ کہ ساری ریویو کی جلدوں کو پڑھنے کی فرصت نہیں۔ کل چھ سات تو جلدیں ہیں۔ جن کے کل صفحات زیادہ سے زیادہ تین ہزار ہونگے۔ اور جن میں سے بیشتر حصہ حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی عبدالکریمؓ اور دیگر سلسلہ کے اہل قلم کے مضامین ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ "مولانا ایدہ اللہ" کے قلم کے لکھے ہوئے زیادہ سے زیادہ ایک ہزار صفحات ہوں گے۔ جن کے پڑھنے کی فرصت پندرہ سال کے طویل عرصہ میں مولوی محمد علی صاحب جیسے محنتی کو نہ مل سکی۔ کیا کہنا ہے قبلہ مولوی صاحب کی سادگی کا۔ کہ ساری ریویو کی جلدوں کو پڑھنے کی فرصت نہیں۔ کل چھ سات تو جلدیں ہیں۔ جن کے کل صفحات زیادہ سے زیادہ تین ہزار ہونگے۔ اور جن میں سے بیشتر حصہ حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی عبدالکریمؓ اور دیگر سلسلہ کے اہل قلم کے مضامین ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ "مولانا ایدہ اللہ" کے قلم کے لکھے ہوئے زیادہ سے زیادہ ایک ہزار صفحات ہوں گے۔ جن کے پڑھنے کی فرصت پندرہ سال کے طویل عرصہ میں مولوی محمد علی صاحب جیسے محنتی انسان کو نہیں مل سکتی۔ کس قدر صریح جھوٹ ہے۔ اگر اگر خود نہ پڑھ سکتے تھے۔ تو ان کے فرضی اور نقلی شیدا و والا بانتخواہ اور بے تنخواہ کئی ایک پیغام بلڈنگ میں موجود ہیں۔ جو اہلبیت مسیح موعود کی دشمنی اور عداوت کا ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اور اس دشمنی کی بدولت آپ جیسوں کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ خصوصاً میرے پرلے درجہ کے مفتری ابو منظور الٰہی صاحب اس کام کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ وہ اس کام کو پوری طرح بلکہ آپ سے بھی کہیں بہتر سرانجام دے سکتے ہیں۔

امیر پیغام اور ان کے حامیوں کی ناکامی

مگر میں آپ کو پتہ کی بتلاتا ہوں۔ کہ آپ کو فرصت ملی۔ اور آپ نے اپنی سابقہ تحریرات کی پیٹ بھر کر نہ صرف خود اوراق گردانی کی۔ بلکہ آپ کے حامی و موالی بھی آپ کی اس پریشانی میں شامل حال رہکر ریویو کی جلدوں کی خاک چھانتے رہے۔ مگر ایک بھی مطلب کا حوالہ نہ ملا۔ جدھر نگاہ ڈالی۔ نبوت کی شگفتہ ڈالی ملی۔ جہاں دیکھا یہی کہ آپ غیر احمدیوں کو یہودی لکھ رہے ہیں۔ اور کہیں آپ ان کو عیسائیوں کی طرح خارج از اسلام اور کہیں اس سے بھی بڑھ کر کہ مسیح موعود کے منکر تمام انبیاء کے کافر قرار دیئے گئے ہیں۔ بلکہ یہاں تک لکھدیا۔ کہ مومن اور مسلمان وہی کہلا سکتا ہے۔ جو مسیح موعود کو مانے۔ مسیح موعود پر ایمان لائے۔ اور اس کی پیروی کے بغیر نجات ہی نہیں مل سکتی خواہ وہ ہزار صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق دوالا ہو۔ صدقہ و خیرات میں سابقین میں شامل ہو۔ سب ہیچ ہیں۔ اس کے اعمال اکارت ہیں۔ اس کے دعاوی ایمان۔ نہ وہ مومن ہے اور نہ مسلمان۔

پس خلاصہ کلام یہ کہ ایک طرف حضرت مسیح موعود اپنے منکر کو باوجود لاعلم ہونے کے کافر قرار دے رہے ہیں۔ اور نہایت وضاحت اور تشریح سے سمجھا سمجھا کر بیان فرما رہے ہیں۔ اور دوسری طرف قبلہ محمد علی صاحب نہایت جوش و خروش اور اس ایمانی قوت سے جو قادیان میں حضرت مسیح موعود کی صحبت بابرکت میں نصیب ہوئی تھی۔ لکھ رہے ہیں۔ کہ مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نجات غیر ممکن اور مومن اور مسلمان کہلانے کا دعویٰ باطل اور مسیح موعود کے انکار سے سب انبیاء کا انکار لازم آتا ہے۔ اور یہ کہ غیر احمدی اسلام کے یہودی ہیں۔ اب ان کے مقابل حضرت میاں صاحب نے کونسا ایسا لفظ لکھدیا۔ جو مولانا محمد علی صاحب کے ان تکفیری فتووں سے بڑھ گیا۔ سوچو خدارا سوچو۔ آخر ایک دن سچے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ جہاں اس قسم کی چالاکی کارگر نہ ہوگی۔ مخلوق کو دھوکا دینا آسان ہے۔ مگر خدا کو دھوکا دینے والا انسان وما یخدعون الا انفسھم کا مصداق ٹھیرتا ہے۔

امیر پیغام کے لئے مخلصی کی راہ

کیسی سہل بات تھی۔ اعتراف ذنب کی سرخی کے ماتحت مولوی محمد علی صاحب ایک مضمون لکھ دیتے۔ کہ قادیانی لائف میں جو کچھ لکھنا مناسب تھا وہ لکھا گیا۔ مگر اب لاہوری دور زندگی میں غیروں کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ اس لئے لاہور کے پُر فضا گڑھے میں بیٹھ کر مخلوط انتخاب کے ماتحت مصلحت وقت یہی ہے۔ کہ ان مسائل اور عقائد کو جو پہلے ایمانی جوش اور قوت سے میرے قلم سے نکل گئے تھے۔ "کاٹا ہوا" سمجھ لوں۔ اور از سر نو بقول خواجہ تاش ایک نیا نونسہ پیغام بلڈنگ میں قائم کرنے کی خاطر وہ کچھ لکھوں۔ جو صریح قادیانی لائف کے خلاف ہو۔ تاکہ لوگ سمجھ لیں۔ کہ میں جس کا کھاؤں گا۔ اسی کا گاؤں گا" کہنے والوں میں سے ہوں۔

مگر مولانا محمد علی صاحب ایسا نہ کر سکتے ہیں نہ کبھی ہیں۔ کیونکہ نیم دروں اور نیم بروں کی حالت میں ہیں۔ ان کے دانایان گنج بخش کچھ اندر کے ہیں اور کچھ باہر کے۔ دونو کو خوش کرنا اور دونو کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ضروری ہے۔ ورنہ وہ بھی خواجہ صاحب مکرم کیطرح دلیری کرتے اور علانیہ کہہ دیتے۔ کہ:۔

"مرزا صاحب نے تو وہی اصول اسلام کی تبلیغ کے لئے نئے بیان کئے۔ جن کو میں نے لے لیا اور بس۔ اسی طرح اور بھی کوئی استاد مجھے ملتا تو میں مرزا صاحب کی شاگردی کو چھوڑ کر اس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاگرد بن جاؤں گا۔"

(ملخص از "مجدد کامل")

امیر پیغام کو تنبیہ

امید ہے۔ کہ آئندہ مولانا محمد علی صاحب جب تک اپنے ان تکفیری فتووں سے توبہ نامہ شائع نہ کریں۔ تب تک میاں صاحب پر مسئلہ تکفیر کا الزام دینے کے ہرگز مجاز نہ ہوں گے۔ اور نہ ہی اس مسئلہ تکفیر میں جرأت کرینگے۔ ورنہ وہ یاد رکھیں۔ کہ پھر مولانا کے ان تکفیری فتووں کی بصورت رسائل اور بذریعہ اخبارات غیر احمدی پبلک میں اس قدر تشہیر کروں گا۔ کہ ان کو لینے کے دینے پڑ جائینگے۔ اور جس قدر غیر احمدی پبلک کو مسلمان کہہ کہہ کر تا ایندم وصول کیا ہے۔ وہ سب کا سب انگلیاں حلق میں ڈال کر اگلنا پڑیگا۔ اور پھر ایک دو تین خوالجات نہیں بلکہ بیسیوں ایسے مقامات نکال کر دکھلائے جائینگے۔ جن میں نہ صرف آپ ہی بلکہ آپ کے خواجہ تاش بھی غیر احمدیوں پر دل کھول کر کفریہ فتوے لگا چکے ہیں۔

مولوی عبدالحکیم لاہوری والے حوالہ کی حقیقت

مولوی محمد علی صاحب کے تکفیری فتووں کے ذکر کے بعد اب پھر ان کے مضمون کے اگلے حصہ کے متعلق کچھ لکھنا ہوں۔ مولوی صاحب موصوف اپنے اس مضمون میں رقم فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"جو بات آج مجھے پیش آئی ہے۔ وہی بات اس سے پیشتر خود حضرت مسیح موعود کو اور اس کے بعد دوسرے لوگوں کو بھی پیش آچکی ہیں۔ کہ لفظ نبی کے اپنی تحریروں میں مسیح موعود کے استعمال پر غلط فہمی پیدا ہوئی اور آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ اس کے جواب میں آپ نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا۔ اور ایک خط میں جو ۱۸۹۲ء میں مولوی عبدالحکیم لاہوری کو لکھا تھا تحریر فرمایا۔ کہ میرے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنے میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت یا نبوت ناقصہ ہے یہ الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو یہ الفاظ شاق ہیں۔ تو وہ ان کو ترمیم شدہ تصور کرکے میری طرف سے بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔" (ملخصاً پیغام ۱۹ جنوری ۳۱ء)

یہ خط تبلیغ رسالت جلد دوم کے صفحہ ۹۵ پر درج ہے۔ جو ۳ فروری ۹۲ء کا ہے۔ اس میں دفع شر کے لئے حضرت صاحبؑ نے اپنی سابقہ کتابوں میں جہاں جہاں جزوی نبی۔ نبوت ناقصہ وغیرہ الفاظ تحریر فرمائے تھے۔ ان کو فسوخ کرکے بجائے ان کے صرف لفظ محدث قائم کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اب حضور آئندہ اس کا زیادہ لحاظ رکھیں گے۔ کہ کہیں بھی اپنے آپ کو "محدث" سے بڑھکر جزوی نبی یا ناقص نبی یا نبی بھی ہرگز نہیں لکھیں گے نہ ہی آپ کے مریدان باصفا اور مخلصین بے ریا کو جرأت ہوگی۔ کہ آئندہ آپ کو سوائے محدث کے کچھ اور لکھیں مگر واقعات اس کے خلاف ہیں۔ آپ نے ۱۹۰۱ء سے لے کر تا یوم وصال پے در پے اپنے آپ کو نبی۔ رسول بغیر قید جزو ناقص کے لکھنا شروع کر دیا۔ اور آپ کے ہر دم قریب رہنے والے اور ایڈیٹران اخبار و بزرگان ملت بھی آپ کو بلا روک ٹوک اور بغیر اظہار ناقص و جزو کے کلی نبی و رسول لکھنے لگے۔ اور سب سے بڑھکر جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو حال امیر پیغام نے تو حضور کی نبوت کو بلا قید جزوی و ناقصی و ظلی و بروزی کے نبی آخر الزمان۔ اس زمانہ کا نبی۔ مقدس نبی۔ موعود نبی۔ پیغمبر آخر زمان۔ برگزیدہ رسول۔ فارسی الاصل نبی وغیرہ لکھ کر ۱۸۹۲ء والے خط بنام مولوی عبدالحکیم لاہوری کو جس میں یہ لکھا تھا۔ کہ "لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں"۔ خود لفظ نبی لکھکر کاٹا ہوا اور منسوخ شدہ ثابت کر دیا۔

اب اس بھلے مانس سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ اگر ۱۸۹۲ء کا "کاٹا ہوا" والا حکم بجائے خود بحال تھا۔ تو پھر حضرت صاحب نے اس کے بعد کیوں لفظ نبی کو بار بار استعمال کرنا شروع کر دیا۔ کیونکہ "کاٹا ہوا" والا امتناعی حکم تو نہ صرف اسی حصہ کے متعلق ہونا چاہیئے تھا۔ جو ۱۸۹۲ء سے قبل شائع ہو چکا تھا۔ بلکہ آئندہ یوم وفات تک اس پر زیادہ سختی سے عملدرآمد ہوتا۔ اور اس امتناعی حکم کے بعد تو کبھی بھی سوائے محدث کے لفظ نبی کے استعمال پر اکتفا کیا جاتا۔ تب جاکر کہیں اس "کاٹا ہوا" والے امتناعی حکم کی بحال خود قائمی سمجھی جاسکتی تھی۔ اور بجز اس صورت کے کوئی اس کی عملی تنسیخ نہ ہو سکتی تھی۔ ورنہ یہ بھی کوئی پسندیدہ امر ہے۔ کہ جان بوجھ کر ایک ایسے لفظ کو بار بار شائع کیا جاوے جس سے کم درجہ کے الفاظ تو جو جزوی نبوت یا ناقص نبوت جیسے تھے کاٹ ڈالے گئے ہوں۔ اور ان کی جگہ "محدث" لکھنے کی بجائے۔ خالص طور پر "نبی" کا لفظ لکھنا شروع کر دیا جائے۔ جو غیروں کے لئے پہلے سے بھی بڑھ کر نامرغوب اور شاق اور ناراضگی اور غصہ کا موجب ہو۔

یہ بات ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ جس حکم کا اطلاق اس حکم سے ماقبل کی تحریروں پر ہو سکتا ہے۔ اس سے بعد کی تحریروں پر کیوں نہ ہو۔ ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھ و دانش کا انسان بھی اس حکم کے بعد ایسی کوئی تحریر نہیں لکھے گا۔ جس میں وہی الفاظ بار بار درج کر دیئے۔ جن کو خود ہی قلمزن کر چکا ہے۔ چہ جائیکہ آئندہ اس حکم کے بعد وہ ترمیم کردہ اور منسوخ شدہ الفاظ سے زیادہ سخت اور وزنی الفاظ استعمال کرنے لگے۔ اس کا ایسا کرنا تب ہی ممکن ہے کہ یا تو معاذ اللہ اس کو عہد شکن سمجھا جائے۔ یا یہ کہ اس کو کسی بالاطاقت کی طرف سے پورا یقین اور کامل علم حاصل ہو گیا ہو۔ کہ وہ سابقہ حکم "کاٹا ہوا" والا قابل عمل نہیں۔ وہ منسوخ اور متروک ہے۔

امیر پیغام سے استفسار

پس اے مولانا محمد علی صاحب آپ خدا لگتی کہو۔ کہ ہم آپ کے اس ارشاد کی کسطرح تعمیل شروع کریں۔ کہ آپ کی ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۹ء تک کی تمام ایسی تحریرات پر جنمیں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلعم اور حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام جیسا نبی قرار دیا ہے ۱۸۹۲ء کا "کاٹا ہوا" والا نشر چلا دیں۔ کیونکہ ہر ایک انسان جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور عقل میں شرافت اور سلامتی موجود ہے۔ وہ تو ایسا نہیں کر سکے گا۔ ہاں اگر کوئی ایسا حکم حضرت مسیح موعودؑ کا کہیں سے نکال کر دکھا دو جس میں یہ ارشاد ہو۔ کہ اس "کاٹا ہوا" والے حکم کے مطابق محدث کے لفظ "نبی" کا استعمال حضرت اقدسؑ نہ فرماتے۔ جہاں بھی اس کے اظہار کی ضرورت ہوتی۔ صرف لفظ "محدث" یا "مجدد" پر اکتفا کیا جاتا۔ تب جاکر کہیں اس "کاٹا ہوا" والے امتناعی حکم کی بحال خود قائمی سمجھی جاسکتی تھی۔ اور بجز اس صورت کے کوئی اس کی عملی تنسیخ نہ ہو سکتی تھی۔ ورنہ یہ بھی کوئی پسندیدہ امر ہے۔ کہ جان بوجھ کر ایک ایسے لفظ کو بار بار شائع کیا جاوے جس سے کم درجہ کے الفاظ تو جو جزوی نبوت یا ناقص نبوت جیسے تھے کاٹ ڈالے گئے ہوں۔ اور ان کی جگہ "محدث" لکھنے کی بجائے۔ خالص طور پر "نبی" کا لفظ لکھنا شروع کر دیا جائے۔ جو غیروں کے لئے پہلے سے بھی بڑھ کر نامرغوب اور شاق اور ناراضگی اور غصہ کا موجب ہو۔

یہ بات ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ جس حکم کا اطلاق اس حکم سے ماقبل کی تحریروں پر ہو سکتا ہے۔ اس سے بعد کی تحریروں پر کیوں نہ ہو۔ ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھ و دانش کا انسان بھی اس حکم کے بعد ایسی کوئی تحریر نہیں لکھے گا۔ جس میں وہی الفاظ بار بار درج کر دیئے۔ جن کو خود ہی قلمزن کر چکا ہے۔ چہ جائیکہ آئندہ اس حکم کے بعد وہ ترمیم کردہ اور منسوخ شدہ الفاظ سے زیادہ سخت اور وزنی الفاظ استعمال کرنے لگے۔ اس کا ایسا کرنا تب ہی ممکن ہے کہ یا تو معاذ اللہ اس کو عہد شکن سمجھا جائے۔ یا یہ کہ اس کو کسی بالاطاقت کی طرف سے پورا یقین اور کامل علم حاصل ہو گیا ہو۔ کہ وہ سابقہ حکم "کاٹا ہوا" والا قابل عمل نہیں۔ وہ منسوخ اور متروک ہے۔

امیر پیغام سے استفسار

پس اے مولانا محمد علی صاحب آپ خدا لگتی کہو۔ کہ ہم آپ کے اس ارشاد کی کسطرح تعمیل شروع کریں۔ کہ آپ کی ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۹ء تک کی تمام ایسی تحریرات پر جنمیں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلعم اور حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام جیسا نبی قرار دیا ہے ۱۸۹۲ء کا "کاٹا ہوا" والا نشر چلا دیں۔ کیونکہ ہر ایک انسان جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور عقل میں شرافت اور سلامتی موجود ہے۔ وہ تو ایسا نہیں کر سکے گا۔ ہاں اگر کوئی ایسا حکم حضرت مسیح موعودؑ کا کہیں سے نکال کر دکھا دو جس میں یہ ارشاد ہو۔ کہ اس "کاٹا ہوا" والے حکم کے مطابق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس حکم سے پہلے اور مابعد بھی جس قدر مقامات پر ہیں۔ لفظ **نبی و رسول** لکھنا جاؤں۔ یا مولوی محمد علی صاحب لکھتے جاویں۔ ان کو احباب قلمیں لیکر کاٹتے رہیں۔ اور اس کی جگہ لفظ "محدث یا مجدد" لکھتے جائیں۔ تو پھر شاید آپکی درخواست پر غور کیا جا سکے۔ مگر یہ یاد رکھو۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی شان سے ایسی لغو حرکت کا ارتکاب محض ناممکن ہی نہیں۔ بلکہ ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں کا مصداق ہے۔

مسیح موعود تو بجائے خود رہے معمولی سے معمولی عقل والا انسان بھی ایسی حرکت نازیبا نہیں کر سکیگا۔ مجھے رہ رہ کر مولوی صاحب کے اس مطالبہ پر ہنسی بھی آتی ہے۔ اور تعجب بھی آتا ہے۔ کہ کس مزے اور سادگی سے مولانا محمد علی فرماتے ہیں۔ کہ میرے ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۸ء کے ایسے حوالجات پر جن میں میں نے لفظ نبی۔ رسول بغیر تشریح و توضیح کے استعمال کیا ہے۔ ان پر اس سے دس پندرہ سال قبل کے امتناعی حکم کا اطلاق کر کے "کاٹا ہوا" سمجھ لیں۔ مولانا! ذرا اس امر کے تصفیہ کے لئے کسی غیر مسلم کو منصف تو گردانو غیر مسلم یا غیر احمدی نہ سہی۔ کسی اپنے غیر ہمنوا دوست کو منصف بنالو تو میں نامزد ہی کئے دیتا ہوں۔ میاں غلام رسول صاحب تیمم کو ہی اس امر کے لئے منصف بنالو۔ امر تصفیہ طلب یہ ہو۔ کہ کیا ۱۸۹۲ء والا "کاٹا ہوا" امتناعی حکم ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۸ء تک کی تحریروں پر اطلاق پا سکتا ہے یا نہیں؟ اور بغیر منسوخی ۱۸۹۲ء والے کاٹنے والے الفاظ کے بعد میں بار بار انہیں بلکہ ان سے بڑھکر الفاظ کا بار بار استعمال کرنا عقلمندی اور ہوشمندی ہے یا نہ۔ تعجب اور حیرت تو اس امر پر ہے۔ کہ قادیانی زندگی میں مولانا موصوف کس مزے اور ذوق و شوق سے نبی و رسول وغیرہ کاٹے ہوئے الفاظ کو استعمال کرتے رہے۔ مگر جونہی قادیان سے رخصت ہوئے تو وہی الفاظ نبی و رسول والے مولانا موصوف کو کاٹتے ہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ

حضرت صاحب سے بڑھکر حضرت صاحب کی تحریروں کو اور کون سمجھ سکتا ہے۔ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ جب حضرت صاحب کو بارش کی طرح وحی نے ظاہر کر دیا۔ کہ تو نبی و رسول ہے۔ تو حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء میں ایک غلطی کے ازالہ میں صاف لکھدیا:۔

"کہ اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ۔ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اور اگر کہو۔ اس کا نام "محدث" رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ ۔ ۔ ۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جب کہ خود خدا تعالےٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر رد کروں۔ ۔ ۔ ۔ جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول متبوع سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ ؎

"من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب"

اس کے معنے صرف" اس قدر ہیں۔ کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں"

اللہ اللہ کیسے صاف اور بیّن طریق پر حضرت صاحب نے مسئلہ نبوت کے مابہ النزاع امور کا تصفیہ فرما دیا۔ اب ذرا مولوی محمد علی صاحب فرماویں۔ کہ کیا حضرت صاحب کے اس حکم نے "کاٹا ہوا" والا حکم بالکل منسوخ کر دیا یا نہیں اب بتائیں۔ کہ "کاٹا ہوا" والے حکم کی تعمیل میں بموجب درخواست مولوی محمد علی لفظ نبی کو محدث کس طرح لکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب نبی کا نام محدث رکھنے سے انکار کر رہے ہیں۔ مگر اس نبوت کا کھلے بندوں اقرار کر رہے ہیں۔ جس کا اوائل میں اقرار تھا۔ صرف اس غلط مفہوم کا اب بھی بدستور انکار فرما رہے ہیں۔ جو لوگوں نے حضور کے دعوٰی نبوت سے سمجھ رکھا تھا۔ کہ گویا آپؑ نے باوجود انکار کے پھر بھی نہ صرف خود ہی نبی کا لفظ قائم رکھا ہے۔ بلکہ حدیث کا حوالہ بھی دیدیا کہ خاتم النبیین کے بعد بھی نبی آئیں گے۔ میں تو حیران ہوں۔ کہ ان حوالجات سے مولوی صاحب اپنے حق میں کیا ڈگری چاہتے ہیں۔ جس نبوت کے حضرت میاں صاحب یا کل جماعت احمدیہ مدعی ہیں۔ وہ تو بدرجہ اولیٰ و احسن ان حوالجات سے ثابت ہے۔

امیر پیغام کا اپنے دعوٰی کو نہ سمجھنا

مولانا موصوف نے ثابت تو یہ کرنا ہے۔ کہ "میری تحریروں میں لفظ نبی کا استعمال" کن معنوں میں آیا ہے۔ اور اس کا ثبوت اپنی قادیانی تحریروں سے دینا چاہیئے۔ نہ کہ حضرت صاحب کے حوالہ جات کو غلط طور پر نقل کرنے سے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود تو متنازعہ فیہ وجود ہیں۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اپنے قادیانی دور میں جب سے اہل قلم کا جنم لیا۔ برابر حضرت صاحب کو گذشتہ انبیاء کی طرح نبی و رسول ظاہر کرتے رہے۔ اور کہیں ایک جگہ بھی ناقص یا جزوی نبی کر کے نہ لکھا۔ اس کا ثبوت بہم پہنچانا چاہیئے۔ نہ یہ کہ نئے سرے نبوت مسیح موعود کی بے پایاں بحث میں پڑ کر ڈبکیاں لینی شروع کر دے۔ اور دوسرے اس کے حال زار پر رحم کھا کر آخر خاموش ہو کر بیٹھ جائیں۔

امیر پیغام کا دھوکا

پھر کس قدر دھوکہ دہی سے کام لیا جاتا ہے۔ کہ یہ چار حوالے پیش کر کے خود ہی اس ضلالت مآب نے ایک نتیجہ نکال لیا۔ کہ:۔

"ان چاروں حوالوں میں حضرت صاحبؑ نے لفظ نبی صرف اس کے لغوی معنے سے استعمال کیا۔ بلکہ اس معاملہ کو یوں صاف کر دیا۔ کہ جہاں آپ نے اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ اسے کٹا ہوا سمجھ کر وہاں لفظ محدث رکھ لیا جاوے"

اب خدارا محمد علی صاحب۔ اس گتھی کو سلجھائیں۔ کہ جب حضرت صاحب ۱۹۰۱ء میں نبی کو محدث پکارنے سے منع فرما رہے ہیں۔ تو ۱۹۰۲ء والے محمد علی صاحب کی تحریرات میں لفظ نبی آیا ہوا ہم ۱۸۹۲ء والے منسوخ شدہ حکم کے نیچے لا کر کاٹا ہوا سمجھ کر محدث سمجھ لیں۔ یا ۱۹۰۱ء والے تازہ ارشاد کے ماتحت مولانا محمد علی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۸ء تک کی کل کارروائی پر صاد کریں ذرا سوچ کر جواب دیناء اگر سمجھ نہ آئے۔ تو تیم صاحب سے دریافت کر لیں۔ مجھے ان پر بہت حسن ظن ہے۔ وہ انشاء اللہ آپ کو پتہ کی بتائیں گے۔

نقل حوالہ میں امیر پیغام کی خیانت

مولوی محمد علی صاحب اپنے مضمون میں آگے چلکر پھر وہی پرانی راگنی چھیڑ بیٹھے ہیں۔ کہ حضرت صاحب ۱۸۹۲ء میں ایک خط لکھ چکے ہیں۔ کہ "نبی کا لفظ کاٹا ہوا خیال کر لیں۔ اور بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ سمجھ لیں" اور پھر اس کے ساتھ ایک اور حوالہ ۱۸۹۹ء کا درج کیا ہے۔ جو کاتب کی غلطی یا مولانا موصوف کی حسب عادت قلم کی کج روائی سے نامکمل درج ہو گیا ہے۔ اور ایسی جگہ سے نامکمل ہوا ہے۔ جو اگر درج کیا جاتا۔ تو شاید اس مضمون کے جواب لکھنے کا بھی ہم کو ضرورت پیش نہ آتی۔ اس لئے میں بجائے اس کے کہ کوئی اپنی طرف سے جواب لکھوں۔ اسی حوالہ کو ہی مکمل نقل کر دیتا ہوں جو جناب قبلہ محمد علی صاحب سے کسی خاص وجہ سے سہواً رہ گیا ہے جو یوں ہے:۔

"حال یہ ہے۔ کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے۔ جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں۔ اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کے معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے۔ جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے۔ اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے۔ کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے" الخ پیغام ۱۹ جنوری

ناظرین باتمکین! اس قدر حوالہ تو وہ ہے۔ جو قبلہ محمد علی صاحب نے نقل کیا ہے۔ آگے باوجودیکہ "چونکہ اسلام کی اصطلاح" والا حملہ بڑے زور سے اس امر کا مقتضی تھا۔ کہ کم از کم "چونکہ" کا خبریہ فقرہ ضرور درج کر لیا جاتا۔ مگر مولانا ایدہ اللہ کی قلم کی دیانت یا ان کے کاتب کی خیانت نے ایسا کرنے سے باز رکھا۔ وہ فقرات خبریہ یہ ہیں:۔

"اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں"

مسیح موعود کا تشریعی نبوت سے انکار

صرف اس جلی شدہ الفاظ کی غیر موجودگی نے ہمیں خواہ مخواہ اس حوالہ کی تردید کی زحمت دی ہے۔ اب اس حوالہ نے مطلب بالکل صاف کر دیا۔ کہ حضرت صاحب ایسی نبوت کو جس سے انسان صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ حقیقی نبوت سے موسوم فرماتے ہیں۔ اور ایسی نبوت کے دعویٰ سے شروع سے آخر تک انکار فرماتے رہے ہیں۔ چنانچہ مزید توضیح کے لئے ایک اور حوالہ بھی پیش کر دیتا ہوں۔ آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۳۹ پر فرماتے ہیں:۔

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے۔ اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں۔ کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لاویں لیکن اس جگہ ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے۔ وہی اسلام ہے جو پہلے تھا"

پس اوائل میں حضرت صاحب نے اپنے دعویٰ نبوت میں اس قسم کی حقیقی نبوت سمجھے جانے پر تکفیر بازی کے احتمال کو مٹانے کے لئے ایسی ہدایات فرمائیں۔ نہ کہ دعویٰ نبوت سے انکار کیا۔ یہ حضرت صاحب کی ذات بابرکات پر مولوی محمد علی صاحب کا خطرناک افتراء ہے۔ حضرت صاحب نے دعوئے نبوت سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ دعویٰ نبوت کا جو غلط مفہوم عوام کالانعام یا علماء سوء نے سمجھ کر فتاویٰ تکفیر جاری کئے اس غلط مفہوم کا انکار کیا۔ اور وہ انکار اوائل سے تا ایندم جبکہ حضرت اقدس کے وصال پر بھی بائیس برس گذر چکے ہیں۔ قائم و دائم ہے۔ یہی انکار ساری عمر حضرت صاحب کرتے رہے یہی انکار حضرت میاں صاحب شروع سے آج تک کرتے رہے ہیں۔ اور یہی انکار دوسرے بزرگان سلسلہ اور تمام جماعت احمدیہ آئے دن کرتی ہے۔ کہ ایسی نبوت جس کو شریعت جدیدہ اور نسخ شریعت موجودہ مستلزم ہے۔ ایسی نبوت کا دعویٰ کرنیوالا کذاب و دجال ہے۔ مگر اہل پیغام خصوصاً قبلہ مولوی محمد علی صاحب ایک اور ایک دو کی طرح جانتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اور حضرت میاں صاحب قولاً و فعلاً و عملاً اور علماً شریعت محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ کوئی نیا قبلہ تجویز ہوا ہے۔ نہ کتاب اور نہ کوئی نیا رسول۔ وہی کلمہ محمدی وہی قرآن اور وہی خاتم النبیین اور وہی خانہ کعبہ۔ پس جب صورت حال یہ ہے۔ تو اہل پیغام کا حضرت میاں صاحب کو یہ الزام دینا کہ حضرت میاں صاحب مسیح موعود کو نبی و رسول کہتے وقت حقیقی نبی بمعنی تشریعی نبی و رسول مراد رکھتے ہیں۔ کس قدر ظلم اور کتنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہتان عظیم اور افتراء ہے۔ کہ جب قبلہ محمد علی صاحب حضرت صاحب کو نبی و رسول کہیں۔ تو اس سے مراد لغوی معنے کے رُو سے نبی سمجھے جائیں۔ اور اگر حضرت میانصاحب مولوی محمد علی صاحب کے ہی الفاظ میں حضرت صاحب کو یاد کریں۔ تو اس کے معنے اور مفہوم گردن کشتنی بن جائے۔

تلک قسمۃ ضیزی ؛

اسی طرح مولوی محمد علی صاحب نے حضرت صاحب کے لاہور والے آخری لیکچر کا ایک حوالہ بدستور سابق تحریف اور ناجائز کتر بیونت کر کے پیش کیا ہے۔ جو ایک مذہبی لیڈر کہلانے والے انسان کی شان کے بالکل منافی ہے چنانچہ ذیل میں وہ حوالہ نقل کرتا ہوں۔ اور جن ضروری الفاظ کو مولوی محمد علی صاحب نے درمیان میں سے حذف کر دیا ہے۔ میں نے ان کو اس میں بدستور رہنے دیا ہے۔ تا گمان پر لکیر کھینچ دی ہے۔ اس سے احباب مولوی صاحب موصوف کی دیانت اور امانت اور حق گوئی اور راست بوئی کا اندازہ کر لیں :۔

"یہ الزام کہ میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اور مجھے فکر پڑی ہوئی ہے۔ کہ میں الگ قبلہ بنالوں۔ اور نئی شریعت ایجاد کروں۔ ان تہمتوں کا جواب بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا دوں۔

میرا دعویٰ تو صرف یہ ہے۔ کہ چونکہ دین زندہ ہے اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو۔ اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اس پر ظاہر کرے۔ تو یہ نبوت ہے۔ مگر یہ حقیقی نبوت نہیں۔ بنا کا لفظ خود اس پر شاہد ہے۔ انباء کے معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر نبی ہوں۔ تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو۔ ہم اسے نبوت کہہ لیتے ہیں۔ یہ لفظی نزاع ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدی اگر اسلام میں نبوت نہیں۔ تو پھر آپ لوگوں کے پاس کوئی مابہ الامتیاز نہیں"

اب دیکھئے کہ اس حوالہ میں لکیر شدہ الفاظ اس عبارت کی روح و رواں اور جان تھے۔ جن کو مولانا موصوف نے عمداً محض حق پوشی کی خاطر درمیان میں سے حذف کر دیا۔ یہ حضرت صاحب کا آخری لیکچر ہے۔ بالکل وہی تشریح نبوت ہے۔ جو حضرت صاحب اوائل میں کرتے تھے۔ پہلے بھی تشریعی نبوت کا انکار اور اب بھی تشریعی نبوت کا انکار ہے۔

مولوی محمد علی امیر پیغام کی صلح کیلئے تجویز

آگے مولانا موصوف نے باہمی صلح کے لئے ایک تجویز پیش کی ہے۔ جس سے مجھے تو کلی طور پر اتفاق ہے۔ کہ اس تجویز پر جس طرح مولانا موصوف نے فرمایا ہے۔ فوراً عمل ہو جائے۔ صرف تھوڑی سی ترمیم ہوگی۔ مولانا موصوف فرماتے ہیں :۔

"میں اس شرط پر اس کے لئے طیار ہوں۔ کہ اس رسالہ کے جس میں میری ایسی تحریریں اکٹھی کی جائیں۔ جن میں نبی و رسول کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ پہلے صفحہ پر جلی قلم سے حضرت مسیح موعود کے یہ الفاظ کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور دوسرے صفحہ پر خاتم النبیین کی وہ تفسیر درج کی جائے۔ جو میانصاحب نے ۱۹۱۰ء میں اپنے رسالہ تشحیذ میں کی ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے :۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں۔ کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ . . . . ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعویٰ نہ کریگا۔ کہ ہم اس کو ہلاک نہ کر دیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے۔ کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں اگر ہے تو ہمارے سامنے کرو۔ مگر اس طرح نہیں۔ کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو۔ اور لاکھ دو لاکھ آدمی اسکے پیرو ہو گئے ہوں۔ بلکہ ایسا آدمی کہ جس نے آنحضرت یا اس سے پہلے نبیوں کی طرح کامیابی حاصل کی ہو۔ مگر کوئی نہیں۔ جو ایسی نظیر پیش کر سکے" اور اس کے تیسرے اور چوتھے صفحہ پر میانصاحب کے مریدین کی شہادت مندرجہ رسالہ مسیح موعود اور ختم نبوت ہو۔ اور ان چاروں صفحوں پر میاں محمود احمد صاحب کے تصدیقی دستخط ہو جائیں۔ ان چاروں صفحات کا خرچ میں ادا کر دونگا۔ اور باقی میری تحریروں میں سے جو کچھ وہ دینا چاہیں دیدیں۔ اس پر اپنے تصدیقی دستخط میں کر دوں گا"

اس تجویز کی تکمیل

اس متذکرہ بالا تجویز سے کم از کم میں بالکل متفق ہوں۔ اس کے خرچ کا بار مولانا موصوف پر کیوں پڑے۔ کتاب گھر کی طرف سے ایک ہزار مفت شائع ہو گی۔ اس میں سے ایک حرف بھی نہ گھٹایا جائے۔ بلکہ تھوڑا سا اور زیادہ کیا جائے۔ وہ اس طرح کہ کاٹا ہوا حکم کی تاریخ سنہ ۱۸۹۲ء ضرور ساتھ لکھی جائے۔ اور ساتھ ہی سنہ ۱۹۰۱ء کے ایک غلطی کے ازالہ والے حکم کی تاریخ بھی ساتھ دیکر درج کی جائے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ نبی کا نام محدث نہیں رکھ سکتے۔ پھر اس کے آگے قبلہ مولوی صاحب کی وہ تمام تحریرات درج ہوں۔ جن میں بلا کسی مزید توضیح و تشریح کے حضرت مرزا صاحب کو نبی آخر زمان۔ نبی اللہ۔ مقدس نبی۔ پیغمبر آخر زمان۔ آنحضرت صلعم کی طرح نبی مرسل یزدانی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح رسول۔ حضرت علیؑ جیسے ناقص نبی کی طرح حضرت مرزا صاحب رسول نہ تھے بلکہ کامل انبیاء کی طرح نبی تھے۔ یہ سب کچھ حضرت صاحب کے حق میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد حضرت میاں صاحب کا وہ حوالہ تشحیذ والا پورا پورا درج کیا جاوے۔ یعنی جہاں جہاں سے مولانا موصوف نے کسی مصلحت خفیہ کے ماتحت عبارات ضروریہ حذف کر دی ہیں۔ جن میں حضرت میانصاحب نے صاف طور پر لکھدیا ہے۔ کہ "ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو شریعت لائے اور قرآن کریم کو منسوخ کرے" اور پھر چوتھے صفحہ پر حضرت میانصاحب کے مریدین کی شہادت اور ساتھ حضرت خواجہ ناشر کی صحیفہ آصفیہ اور مولانا احسن صاحب مرحوم امروہی کا مضمون حیات الانبیاء فی وفات الانبیاء والا۔ اور بعض دیگر غیر مبایعین کی حلفیہ شہادت مندرجہ پیغام ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء و مولوی غلام حسن صاحب پشاوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ومولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی ومحمد یامین داتوی کی شہادتیں۔ اوران پر حضرت میانصاحب اور قبلہ محمد علی صاحب کے تصدیقی دستخط کراکر اس کو شائع کیا جاویگا۔

پس میں نے تو قبلہ محمد علی صاحب کی تجویز پر تشریح صدر صاد کرکے کچھ کم نہیں کیا۔ بلکہ اور اضافہ کیا ہے جس سے مولانا موصوف کو کسی طرح بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ مولانا موصوف تو کیا کوئی بھی حق پسند اور شریف انسان اس تجویز پر عمل کرنے سے انکار نہیں کرسکتا کیونکہ یہ دین کا معاملہ ہے۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کی تجویز ہے۔ پندرہ سولہ سال کی تو تو میں میں کو بند کرنے کا طریق ہے۔ خدا کرے کہ مولانا موصوف اس تجویز سے پیچھے نہ ہٹیں ۔ بلکہ جلد سے جلد عمل پیرا ہوکر تبدیلی عقیدہ کا سیاہ داغ اپنے ماتھے سے اتاریں۔

مولانا محمد علی صاحب ہمیں خواہ کتنا ہی برا بھلا کیوں نہ کہیں۔ میں تو ان کی تعریف ہی کروں گا۔ کہ انہوں نے کس طرح حضرت مسیح موعود کی نبوت کو کھول کھول کر ریویو کی ایڈیٹری میں بیان کیا۔ مجال ہے جو ایک جگہ بھی نبی ورسول کے ساتھ کوئی احتیاطی لفظ امتی ظلی بروزی کا کہیں استعمال کیا ہو۔ اس کی وجہ صرف ایک غلطی کے ازالہ والا کوڑا تھا۔ غلطی کے ازالہ نے کھول کر بتادیا۔ کہ حضرت صاحب نبی ہیں۔ نبی کو محدث نہ کہنا ؛

امیر پیغام کو ہمارا نیک مشورہ

مولوی صاحب کے لئے کوئی عیب کی بات نہ تھی۔ اگر اپنے کئے ہوئے افعال حسنہ کی لاج رکھتے۔ بلاخوف لومۃ لائم اقرار کر لیتے۔ کہ بھئی میں نے بھی سمجھا ہوا تھا۔ جو میں حضرت صاحب کے زمانہ میں لکھتا رہا ہوں۔ اور اب لاہور آکر مجھے یہی سمجھ آئی ہے کہ بقول ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نبی کے معنے "لانبی" ہیں۔ اور اس کے لئے آپ کے پاس حضرت مسیح موعود کا اسوۂ حسنہ موجود تھا کہ دیتے۔ جس طرح حضرت صاحب اتنے برس تک نبوت کی حقیقت کو نہ سمجھ کر پہلے ۱۹۰۱ء تک محدث اور بروزی نبی ظلی نبی کہتے رہے مگر بعد میں ۱۹۰۱ء میں اگر بارش کی طرح وحی کے ماتحت اپنے سابقہ عقیدہ پر نہ رہے۔ اور نہایت صفائی سے بلاخوف لومۃ لائم انکار کر دیا۔ کہ ایسے نبی کو ہرگز محدث نہیں کہہ سکتے۔ جیسا میں ہوں۔ پھر حقیقۃ الوحی میں اپنے پہلے اور پچھلے کلام کا تناقض نہایت صفائی سے تسلیم کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ:۔

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب دیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی... نامعلوم ہو۔ کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے (حاشیہ)..... اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں۔ کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔ اسلئے خدا نے چاہا۔ کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے.... خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا۔ تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ میں نہیں جانتا۔ کہ خدا نے ایسا کیوں کیا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

کس طرح مومنانہ جرأت اور دلیری سے حضرت صاحب اپنے اس عقیدہ کو جو عام مسلمانوں کے غلط مفہوم کے سمجھنے کی وجہ سے دعویٰ نبوت سے انکار کرتے رہے کیونکہ نبوت صرف انہی معنوں سے مشہور تھی۔ کہ مدعی نبوت نئی شریعت لائے۔ نیا قبلہ بنادے۔ سابقہ شریعت منسوخ کرے۔ بموجب آئینہ کمالات اسلام اور بموجب خط ۱۷ر اگست ۱۸۹۹ء پیغام ۱۹ر جنوری ۱۹۳۱ء کے ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب پر نہایت وضاحت سے بذریعہ وحی کھولا گیا۔ کہ غیر تشریعی نبوت بھی نبوت ہی کہلاتی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے۔ کہ پہلے یہ فیض براہ راست ملتا تھا۔ اور اب یہ فیض آنحضرت کی امت میں ہوکر ملتا ہے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دنیا پر ظاہر ہو۔ نبوت کے حقیقی معنوں میں کوئی فرق نہیں ؛

امتی نبی کا درجہ گھٹیا نہیں

اگر کوئی نادان یہاں پر یہ اعتراض کرے۔ کہ امتی نبوت اس نبوت سے گھٹیا درجہ پر ہے۔ جو آنحضرتؐ کے ماقبل زمانہ کے دیگر انبیاء پر جاری رہی۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ امتی نبوت سابقہ نبوت سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوسکتی۔ اگر کم درجہ کی ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کیسی ہوئی۔ کیونکہ عام مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ تو آنحضرتؐ سے قبل بھی جاری تھا۔ آخر بلعم باعور نبی نہ تھا۔ مگر ولی اللہ تھا۔ اس کو الہام ہوتے تھے۔ اگر اس قسم کے مکالمہ مخاطبہ والی نبوت آنحضرت کے طفیل جاری ہو۔ تو یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں۔ حضرت صاحب تو فرماتے ہیں۔ کہ وہی نعمت جو براہ راست نبیوں کو ملتی تھی وہ اب آنحضرت کی اتباع میں ملتی ہے۔ اور یہ ایک فضیلت ہے۔ ورنہ اگر وہی سابقہ مکالمہ مخاطبہ ہی آنحضرت کی اتباع میں ملتا ہے۔ تو یہ کوئی آنحضرت کی خصوصیت نہیں۔ یہ تو ہر نبی کی امت کو ملتی ہے۔ ہر امت میں لوگوں کو الہام ہوتا رہا ہے۔ پس لفظ امتی سے کسی شخص کو دھوکا دینے یا دھوکا کھانے کی ضرورت نہیں۔ امتی کا لفظ بموجب تحریر حضرت صاحب کے فضیلت ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے۔ نہ کہ درجہ کو کم کرنے کے لئے اور "امتی" کا لفظ نبی کے لفظ کا جزو لاینفک نہیں۔ کہ خواہ مخواہ ہی ہر موقعہ پر امتی نبی امتی نبی کہتے پھریں۔ یہ تو ایک قسم کا تشریحی لفظ ہے۔ جو بوقت ضرورت کسی معترض کو سمجھانے کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ یہ لفظ امتی ایسا جزو لینفک ہوتا۔ کہ اس کے بغیر لفظ نبی استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہو۔ تو حضرت صاحب ۱۹۰۱ء سے لیکر تادم وصال کی تحریروں میں اپنے حق میں لفظ نبی کہیں بھی بغیر لفظ "امتی"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے استعمال نہ فرماتے۔ اگر کہیں استعمال کیا بھی ہے۔ تو محض اس جگہ جہاں سمجھانے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ پھر قبلہ محمد علی صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ تو اپنی دھواں دھار تحریروں اور تقریروں میں سانہا سال تک لفظ نبی کو بغیر کسی تشریحی لفظ کے استعمال فرماتے رہے ہیں۔ ان کے بعد جب حضرت میاں صاحب سن بلوغ کو پہنچے۔ تو وہ بھی حضرت صاحب اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کی طرح لفظ "نبی" بڑے شد و مد سے استعمال فرماتے رہے۔ پس اگر اس لفظ کا استعمال جرم ہے۔ تو اس جرم کے سب سے اوّل حضرت صاحب پھر بزرگان سلسلہ خصوصاً مولوی محمد علی صاحب وغیرہ مرتکب ہوئے ہیں۔ اکیلے میاں صاحب پر دوش کیسا؟

مجوزہ ٹریکٹ میں ایک اضافہ

اب میں دیکھوں گا۔ کہ مولانا محمد علی کی ایمانی جرأت اور غیرت کیا رنگ لائی ہے۔ آیا اپنی پیش کردہ تجویز پر عمل کرنے کے لئے طیار ہوتے ہیں یا نہ۔ اس تاریخی ٹریکٹ میں جو قبلہ محمد علی صاحب کی تجویز کے ماتحت شائع ہوگا۔ میری طرف سے ایک مستزاد یہ بھی ہو جائے تو بہتر ہے۔ کہ جس صفحہ پر قبلہ محمد علی صاحب کی تحریرات اقراری دربارۂ نبوت مسیح موعود درج ہوں۔ اس کے حاشیہ پر قبلہ محمد علی صاحب کے وہ فتاوی التکفیر بھی درج کئے جاویں جن میں غیر احمدیوں کو مسیح موعود کے نہ ماننے کی وجہ سے یہودی اور عیسائی اور کافر خارج از اسلام اور تمام انبیاء کے کافر قرار دیا ہے۔ اور بڑے زور سے جتلایا ہے۔ کہ جب تک لوگ مسیح موعود پر ایمان نہ لاویں۔ وہ مسلمان کہلانے کے ہرگز حقدار نہیں۔ مومن تب ہی رہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مسیح موعود پر ایمان لاویں۔ ورنہ ہرگز ہرگز ان کی نجات نہ ہوگی ؎

ناظرین یہ ایک عجیب و غریب اور فیصلہ کن ٹریکٹ ہوگا۔ اس ٹریکٹ کی اشاعت کے بعد حرام ہے۔ کہ ہم کوئی تحریر یا تقریر قبلہ محمد علی صاحب کے مخالف کر جائیں۔ کیونکہ وہی اکیلا ٹریکٹ ہی ہر دو فریق کے لئے کافی و وافی ہوگا۔ خدایا وہ دن قریب لا۔ جس دن کہ مولانا محمد علی صاحب کی طرف سے اس قسم کے ٹریکٹ کی منظوری کا پروانہ آوے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ ؎

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

امیر پیغام آخر مان گئے

مولانا موصوف نے اپنے مضمون کے آخر میں ایک بچگانہ شکایت فرمائی ہے۔ کہ:۔

"ریویو آف ریلیجنز میں سے اپنے مطلب کے حوالے نکال کر پیش کر دیئے۔ اور جو اپنے خلاف تھے ان کا نام نہ لیا"

شکر ہے۔ کہ قبلہ محمد علی نے غیض و غضب کی رو میں اتنا تو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ جس قدر ان کے حوالجات ہماری طرف سے پیش ہوئے ہیں۔ وہ سب کے سب ہمارے مطلب کے ہیں۔ یعنی ان سے قبلہ محمد علی کا اقرار نبوت ثابت ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ امر بھی کہ ہم ان کی طرح حوالہ کے پیش کرنے میں یہودیانہ تحریف اور کتر بیونت کے مرتکب نہیں ہوئے۔ اور یہی حق کی فتح ہے۔ کہ ؎

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

مگر مکرم مولانا۔ جو ہمارے خلاف آپ کے قلم سے نکلے ہوئے حوالجات ہیں۔ ان کا پیش کرنا آپ کا فرض تھا۔ یا آپ کے حامی و موالی احباب کا نہ کہ ہمارا۔ حیرت ہے کہ پندرہ سال کے طویل عرصہ میں آپ کے چھوٹے بڑوں میں سے کسی ایک نے بھی اس فرض کو ادا کرنے کی طرف توجہ نہ فرمائی ؎

مولوی محمد علی صاحب کا سیاہ جھوٹ

تو آخر اب تنگ آکر قبلہ محمد علی صاحب نے ہی ریویو ۱۹۰۷ء کے سات حوالے پیش کئے ہیں۔ جن کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ:۔

"ان تحریروں میں سے بعض میری اپنی لکھی ہوئی ہیں۔ بعض حضرت مسیح موعود کی تحریرات ہیں"

حضرت صاحب کی تحریرات تو خیر مدت سے ہم پڑھ پڑھا رہے ہیں۔ اور سینکڑوں مرتبہ معرض بحث میں لائی جا چکی ہیں۔ مگر "بعض میری اپنی لکھی ہوئی" تحریروں کا ہمیں بے حد اشتیاق تھا۔ جو آپ کے اس قول نے پورا کر دیا۔ مگر وائے برحال شما! کہ آپ کی ان پیشکردہ چھ تحریروں کی چھان بین کرنے پر معاملہ برعکس ثابت ہوا۔ یعنی ان میں سے ایک بھی تحریر آنمخدوم کے دستِ مبارک یا دماغ مقدس سے نکلی ہوئی نہیں۔ بلکہ سب کی سب اس مقدس وجود کے ہاتھوں کی ہیں۔ جس سے روٹھ کر آپ لاہور میں جا براجے ہیں۔ یعنی حضرت مسیح موعود کی تحریریں ہیں۔ پس اس وقت ہمارے یاس و الم کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ دل ٹھنڈا پڑ گیا۔ ہاتھ شل ہو گئے۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری۔ ایسی سیاہ کاری اور غداری اور عیاری تو اخلاقی اور عادی مجرم بھی کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ مولانا محمد علی جیسا مقدس اور مہذب اور اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان جو اس وقت اپنے تئیں ایک گروہ کا سرگروہ سمجھے بیٹھا ہے۔ اس کا مرتکب ہو۔ میں نے اپنے تئیں جھٹلایا اور غلطی خوردہ سمجھا۔ کمر کس کر ریویو ۱۹۰۷ء کی اوراق گردانی کی۔ کونہ کونہ دیکھ بھالا۔ لفظ لفظ اور سطر سطر کا مقابلہ کیا۔ مگر ہائے افسوس میں ناکام رہا۔ یعنی اس مہم میں کہ مولوی محمد علی صاحب کا ایک لفظ بھی ان تمام پیش کردہ حوالجات میں نہ پایا۔ بلکہ کل کا کل حضرت مسیح موعود کی زبان فیض ترجمان کا فرمایا ہوا ثابت ہوا۔ نمعلوم مولانا محمد علی صاحب کو خواجہ صاحب قبلہ کی طرح کس طرح دھوکا لگ گیا۔ کہ حضرت صاحب کی تحریرات مقدسہ کو اپنی طرف منسوب کریں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کا نورانی انداز تحریر بالکل جداگانہ ہے۔ بہرحال یہ ایک سیاہ جھوٹ ہے۔ جو نمعلوم کس مصلحت مخفیہ کے ماتحت قبلہ محمد علی صاحب کی قلم سے نکل گیا ہے۔ جس پر ان کو جتنا بھی افسوس ہو کم ہے ؎

امیر پیغام کی صریح کذب بیانی

ممکن ہے۔ کہ اہل پیغام کا قبلہ محمد علی صاحب پر ایمان بالغیب اس امر کے تسلیم کرنے کی اجازت نہ دے کہ نعوذ باللہ "امیر ایدہ اللہ" سے ایسا کذب صریح واقع ہوا ہے۔ اس لئے میں طوالت کا خوف نہ کر کے ان کے تمام پیش کردہ حوالجات کو من و عن بمع حوالجات اصل کتب مسیح موعود درج کر دیتا ہوں تاکہ بخانہ باید رسید ہو۔ دیکھئے ریویو جلد ۳ ۱۹۰۴ء کے محولہ صفحات جن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حوالہ دیئے ہیں :-

ریویو صفحہ ۱۴ "صوفی کہتے ہیں۔ کہ مجددین کے اسماء آنحضرت صلعم کے نام پر ہی ہوتے ہیں۔ یعنی ظلی طور پر وہی نام ان کو ایک رنگ میں دیا جاتا ہے"

(خلاصہ تقریر حضرت مسیح موعود ۱۸ جنوری ۱۸۹۹ء)

ریویو صفحہ ۱۵ "اللہ تعالےٰ نے جو کمالات سلسلہ نبوت میں رکھے ہیں۔ مجموعی طور پر وہ ہادی کامل پر ختم ہو چکے۔ اب ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے مجددین کے ذریعہ سے دنیا پر اپنا اثر ڈالتے رہیں گے"

(خلاصہ تقریر حضرت مسیح موعود ۱۸ جنوری ۱۸۹۹ء)

ریویو صفحہ ۱۷ "اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا۔ تو ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں۔ المحدث نبی۔ ۔ ۔ ۔ ومثل هذا الحمل شائع متعارف فی عبارات القوم" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸)

ریویو صفحہ ۱۲ "اور ہر ایک صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے۔ اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایک قائمقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے۔ جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائمقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے" (صفحہ ۲۴۲ آئینہ کمالات اسلام)

ریویو صفحہ ۱۳ "یہی امت ہے۔ کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ رسول نہیں۔ مگر رسولوں کی مانند خدا تعالےٰ کے روشن نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۴)

ریویو صفحہ ۲ "صدی کے سر پر مجدد کا آنا سب نے تسلیم کیا ہے۔ اور یہ بھی مانا ہے۔ کہ مسیح بھی بطور مجدد صدی کے سر پر آئے گا"

(حضرت مسیح موعود کی تقریر کا خلاصہ ۲۰ مئی ۱۹۰۲ء)

ریویو صفحہ ۳۸۳ "ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۱)

معزز ناظرین! مولانا محمد علی صاحب کے صرف یہی مندرجہ بالا مایۂ ناز سات حوالے ہیں۔ جن میں سے بعض کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ "بعض میری اپنی لکھی ہوئی ہیں" حالانکہ ان سات پیشکردہ حوالجات میں سے ایک بھی ان کی قلم کا نہیں۔ اگر ان حوالجات کے آگے باقی آئندہ لکھا ہوا ہوتا۔ تو میں حسن ظنی کر لیتا۔ کہ شاید اگلے حصہ میں وہ بعض حوالجات ہوں۔ مگر مضمون آگے اور شروع کر کے ختم کر دیا ہوا ہے۔ ان حوالجات کا اکثر حصہ آئینہ کمالات اسلام کا ہی درج کر دیا ہے۔ جن کا جواب میرے اس مضمون میں نہایت شرح وبسط سے آچکا ہے۔ اعادہ لاحاصل ہے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کے صرف دو حوالے ان میں ایسے ہیں۔ جن کا خصوصیت سے پہلے ذکر تو نہیں آیا۔ مگر اصولی طور پر مکمل جواب آچکا ہے۔ علاوہ ازیں ہمیں کب انکار ہے۔ کہ حضرت صاحب اس صدی کے سر پر مجدد تھے۔ ثابت تو یہ کرنا تھا۔ کہ حضرت صاحب کو نبی لکھنے سے مراد لانبی یعنی "نہیں نبی" ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ جو مجدد ہو۔ وہ نبی نہیں ہوتا۔ کیا آپ کو یاد نہیں۔ کہ لیکچر سیالکوٹ میں حضرت صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "مجدد اعظم" فرمایا ہے۔ تو کیا کسی بے وقوف کے یہ کہہ دینے پر کہ آنحضرت چونکہ مجدد ہیں۔ اس لئے نبی نہیں ہو سکتے۔ آپ آنحضرت کو لانبی کہنے لگ جائینگے میری ضمیر کہتی ہے۔ کہ ہرگز نہیں۔ آپ ایسا ہرگز کرنے کے لئے طیار نہ ہونگے۔ دوسرا آخری حوالہ آپ نے لیکچر سیالکوٹ کا دیا ہے۔ اس میں بھی کہیں یہ نہیں ثابت ہوتا۔ کہ حضرت صاحب "لانبی" ہیں۔ مولانا آپ نے کس برتے پر ان حوالجات کو درج کرنے کی تکلیف فرمائی۔ ان تنکے کے سہاروں سے آپ کا کیا بھلا ہوگا خدا کا خوف کرو۔ موت کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ ضدو تعصب یہ نفسانیت بھری مساعی حق کے مقابل انسان کو نجسم کر دیتی ہیں۔ اپنے حال پر رحم کرو۔

امیر پیغام کی گستاخی

دیکھو حق کی مخالفت کا نتیجہ کہ کس طرح بیدادی اور بے باکی سے جوش غضب میں آپ کی قلم سے یہ گستاخانہ کلمہ نکل گیا "مسیح موعود کو (خاکش بدہن) بے وقوف نہ بناؤ" آخر اور لحاظ نہ سہی) کچھ دنوں مسیح موعود کا نمک بھی تو کھایا ہوا ہے۔ اس کا لحاظ کرتے ہوئے کم از کم عام اخلاقی رنگ میں تو اس مقدس انسان کی توہین نہ کرو۔ جس کی جوتیوں کے طفیل آپ کو بھی اہل قلم بننے کا فخر حاصل ہوا۔ اس کی شان میں صرف اس لئے کہ میاں صاحب سے عداوت قلبی ہے۔ ایسا توہین آمیز لہجہ اختیار کرنا شریف انسان تو کیا کمین سے کمین بھی ایسی جرأت نہیں کر سکتے۔ وہ بھی منہ دیکھا یا نمک کھایا لحاظ رکھ لیتے ہیں۔

ہماری درخواست

مسائل میں گفتگو کرو۔ اور خوب دل کھول کر کرو۔ ہم کو جو زندہ موجود ہیں۔ پیٹ بھر کر کوسو۔ مگر اس مقدس انسان کو جس کو تم ساٹھ سال تک نبی اللہ مانتے اور منواتے رہے اب ذرا سے اختلاف پر اس کی اس طرح توہین کے درپے ہو کر بالواسطہ طریق پر ان کی توہین کرتے ہو۔ تم اپنے اس فقرہ پر مخلی بالطبع ہو کر غور کرو۔ کہ کیا اس میں ہتک اور توہین کا رنگ نہیں "کہ مسیح موعود کو بے وقوف نہ بناؤ" کیا آپ پسند کرینگے۔ اگر کوئی آپ کا مخالف آپ کے ہمنواؤں کو اس طرح کہے۔ کہ مولانا محمد علی کو اُلو نہ بناؤ مولانا محمد علی کو کمینہ نہ ٹھیراؤ۔ بالکل اسی طرح آپ نے حضرت صاحب کو گالی دی ہے۔ اور یہ شاید گالی اس لئے دی ہے۔ کہ ہم لوگوں کے دل دکھیں۔ مگر نہیں ہمارے دل ہی نہیں۔ خدا کا دل دکھتا ہے۔ وہ اپنے پیاروں کے لئے خاص غیرت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے پیاروں کو اسی کی خاطر گالیاں ملتی ہیں۔ اسی لئے آپ کے پیشرو ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کو یہ الہام ہوا تھا "فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے" پس توبہ کرو۔ تا بخشے جاؤ۔ آئندہ آپ کی مرضی ؛ (باقی آئندہ بشرط ضرورت)

(خاکسار فخرالدین ملتانی)

فاروق :- میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس مضمون کو تو پیغام کے ایڈیٹر مولانا دیوار تھی جی ضرور رات کو تخلیہ میں بیٹھ کر پڑھینگے اور کچھ اس پر اچھینگے۔ اس کی ایک کاپی امیر پیغام مودی محمد علی صاحب کو بھی علیحدہ بھیجدی ہے۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن،

آریہ مسافر لاہور کی علمی پردہ دری

میں نے کسی گذشتہ پرچہ فاروق میں دیانندی لٹریچر سے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ "ہر زمانہ میں الہام کی ضرورت ہے۔ مضمون کیا تھا۔ بم کا گولہ تھا۔ جس نے آریہ سماج کے خود ساختہ قلعہ کو بیخ دین سے اکھاڑ دیا۔ آریہ سماج کی تمام محنت کو برباد کر دیا۔ تمام آریوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ چنانچہ مہاشہ پریم ایڈیٹر آریہ مسافر حواس باختہ ہو کر یوں دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں:۔

"حال میں آپ نے (فتح محمد شرما) اس عنوان سے کہ ہر زمانہ میں الہام کی ضرورت ہے۔ ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں سوائے بکواس کے کام کی ایک بات بھی نہیں ہے۔ البتہ آپ نے کئی جگہ اپنی ایمانداری کا ثبوت ضرور دیا ہے۔ ایک جگہ "ملوکار اپنشد" کا حوالہ دیکر کہ "اس جنم میں ایشور کا گیان حاصل کر لیا۔ تو سمجھو جنم سپھل کر لیا" آپ ایشور کا گیان کا مطلب الہام یا درشن کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کا لفظی ترجمہ ایشور کے متعلق علم ہے۔ نہ کہ ایشور کا علم اگر یہاں مراد الہام (یا درشن) سے ہوتی۔ تو الفاظ ایشوری گیان ہوتے"

(نومبر ۱۹۳۰ء صفحہ ۵۷)

مہاشہ جی نے بڑی محنت کی ہے۔ اور اپنی پوری پوری علمیت کا اظہار کیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

میرا یہ خیال تھا۔ کہ مہاشہ جی ایک آریہ رسالہ کے ایڈیٹر ہیں۔ ان کو آریہ لٹریچر سے عموماً اور دیانند جی مہاراج کی کتب سے خصوصاً خوب واقفیت ہو گی۔ مگر مہاشہ جی نے بندہ کو زیادہ دیر تک غلط فہمی میں نہ رہنے دیا۔ اور یوں اپنی علمیت کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ کر رکھ دیا۔

چنانچہ مہاشہ جی اپنی جہالت یا عدم واقفیت کا اظہار کرتے ہوئے بندہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ "ایشور کا گیان" سے مراد "ایشور کے متعلق علم ہے نہ کہ ایشور کا علم" حالانکہ ایشور کے گیان کا مطلب ہی یہ ہے۔ کہ ایشور کا علم یعنی گیان معنے علم ہے۔ اگر مہاشہ جی ذرہ عقل و خرد سے کام لیتے تو خواہ مخواہ اپنے لئے شرمندگی کا سامان بہم نہ پہنچاتے۔ مہاشہ جی دور جانے کی کیا ضرورت ہے اگر آپ لفظ "گا" پر ہی غور کرتے۔ تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ جس طرح ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ دہلی کا کاریگر یا لاہور کا کاریگر۔ تو اس سے مراد دہلوی یا لاہوری کاریگر ہے۔ پس اسی طرح ایشور کا گیان یا ایشوری گیان سے ایک ہی مراد ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔

کہئے مہاشہ جی! اب بھی خیال شریف میں آیا ہے۔ یا کہ کچھ کسر رہ گئی ہے۔ اگر کسر رہ گئی ہے۔ تو وہ بھی پوری کر دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کے دل میں کوئی ارمان نہ رہ جائے ذرہ کان کھول کر سن لیں:۔

"اس جنم میں پرمیشور کا گیان حاصل کر لیا۔ تو سمجھو جنم سپھل کر لیا۔ نہیں تو جنم اکارت ہے"

(تلوکار اپنشد ۲-۵)

اس حوالہ کو مدنظر رکھ کر مہاشہ نہال سنگھ کرنال نواسی رگوید ادی بھاشیہ بھومکا کے دیباچہ کے صفحہ ۲۹ پر یوں تحریر کرتے ہیں:۔

"چنانچہ سچ مچ آپ (دیانند) نے گیان کی تکمیل کی اور یوگ سمادھی میں ایشور کا درشن بھی کیا"

مہاشہ جی اب بتاؤ۔ یا تو نہال سنگھ بے ایمان ہے۔ یا آپ ہی مجسم مکر و فریب اور جہالت کے پتلے ہیں کہ اگر آپ کے اندر ذرہ بھی حیا ہوتی۔ تو آپ اس طرح مٹی کے مادھو۔ جہالت کے پتلے۔ تعصب کے بت بن کر بندہ کے متعلق اپنی خباثت کا اس طرح اظہار نہ کرتے۔ کہ:۔

"ہم نے بدگو اور زبان دراز تو بہت دیکھے ہیں۔ لیکن کراچی کے فتح محمد احمدی شرما صاحب اس فن میں سب پر گوے سبقت لے گئے ہیں" وغیرہ وغیرہ

پس آپ کے لئے یہ بہتر ہے۔ کہ شرافت کا ثبوت دیں ورنہ یہ یاد رکھیں۔ کہ میرے منہ میں بھی زبان اور ہاتھ میں قلم ہے۔ آپ کو وہ وہ سبق پڑھاؤں گا۔ کہ پھر لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ میں نے آپ کے رسالہ ماہ اگست کو بھی غور سے پڑھا ہے۔ جس میں آپ نے شرافت اور تہذیب کی وہ مٹی پلید کی ہے۔ کہ توبہ ہی بھلی کسی جگہ بندہ کو کتا احمدی شرما کا کمینہ پن۔ منہ پھٹ۔ بدزبان وغیرہ وغیرہ کہا ہے مگر میں آپ کو یہ بتا دیتا ہوں۔ کہ کتے کو کتا ہی نظر آتا ہے اور میرا یہ دعویٰ ہے۔ کہ اگر بفرض محال میں تمام عمر گندی سے گندی گالی اور برے سے برے الفاظ لکھنا چاہوں تو ہرگز ہرگز دیانند کا عشر عشیر بھی نہیں لکھ سکتا۔ مجھے خود اس بات کا اعتراف ہے۔ بس میں آپ کو برادرانہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ نکتہ چینی کرو۔ اعتراض پیدا کرو۔ مگر شرافت اور تہذیب کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اگر تمہارے اندر دم خم ہے۔ تو مرد میدان بنو۔ الہام کی عدم ضرورت کا ثبوت دو۔ میں الہام کی ضرورت ثابت کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ اور دیانندی لٹریچر سے اس کا ثبوت بہم پہنچاؤں گا۔ اے آریہ مسافر کے ایڈیٹر مہاشہ پریم! تجھے تیرے رشی دیانند جی مہاراج کی قسم ہے۔ کہ آؤ۔ اور مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ورنہ ڈوب مرو۔ یا احمدی شرما کا نام لینا چھوڑ دو۔ میں نے دیانندی لٹریچر سے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ الہام کی ضرورت ہے۔ مگر آپ نے اس کو بکواس کہہ دیا ہے۔ تو ایک اور بکواس سن لو۔ اور اسی بکواس میں اس بکواس کو بھی شامل کر لو۔ دیانند جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

"[illegible] ایسا قول ہے۔ اننت اس پرماتما کا نام ہے۔ بے حد گیان کا بھنڈار پرمیشور انسان کی لیاقت بڑھانے اور اونچے درجے پر پہنچانے کے لئے ہمیشہ مستعد ہے۔ یعنی یہ اس کا سوبھاوک گن ہے اور اسی گن کو سپھل کرنے کے لئے وہ دیا کا پرکاش یعنی الہام کرتا ہے"

مہاشہ جی اگر جرأت ہے۔ تو اس کی تردید کرو۔ تو پھر میں یہ بھی بتا دوں گا۔ کہ سوامی دیانند نے کہاں یہ تحریر کیا ہے:

(آپ کا خیر خواہ فتح محمد احمدی شرما کراچی والا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

بالاکوٹ میں عیسائیوں سے مناظرہ

اور

اسلام کی فتح

16 فروری 1931 صفحہ 6 جلد 16 نمبر 15

جنوری ۳۱ء کے آخری ہفتہ میں بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں عیسائیوں اور احمدیوں کا مناظرہ ہُوا۔ پہلے دن مناظرہ ایک بجے سے لیکر اڑھائی بجے تک الوہیت مسیح پر تھا۔ پادریوں کی طرف سے مناظر پادری ڈی۔ آئی۔ آلڑ صاحب تھے۔ مگر انہوں نے اپنی جگہ منظور مسیحی کو مقرر کیا۔ جس نے بیس منٹ تک الوہیت مسیح پر تقریر کی۔ بعد ازاں ہماری طرف سے ابو العطاء مولانا اللہ دتہ صاحب فاضل جالندھری کھڑے ہُوئے۔ آپ نے بیس منٹ کی تقریر میں الوہیت کی مکمل تردید اور پادریوں کی دجالیت کی باطل دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرتے ہُوئے اُنہی قلیل وقت میں بیس اعتراض بھی کر دیئے۔ دوسری تقریر جو دس منٹ کی تھی۔ مسیحی مناظر نے ایک اعتراض کا جواب بھی تسلی بخش نہ دیا۔ بعد ازاں مولوی صاحب کھڑے ہُوئے۔ آپ نے پھر دوبارہ وہی اعتراض دوہرائے۔ جس کا جواب دینے کے لئے پادری ڈی۔ آئی۔ آلڑ صاحب کھڑے ہُوئے۔ مگر افسوس کہ وہ بھی اعتراضات کا مطلق جواب نہ دے سکے۔ حاضرین کی کافی تعداد تھی۔ احمدی مناظر کے دلائل کا سکہ ہر دوست دشمن نے مان لیا۔ اور اقرار کیا۔ کہ عیسائیت کے زہر کا تریاق بجز احمدی جماعت کے نہیں ہے۔ ساڑھے تین بجے جلسہ ختم ہُوا۔ دوسرے دن پھر الوہیت مسیح پر مناظرہ تھا۔ چونکہ پہلے دن پادری صاحب کافی ہزیمت اٹھا چکے تھے۔ پادری آلڑ صاحب خود میدان میں آئے۔ مگر وہ منہ کی کھائی۔ کہ عمر بھر یاد رکھیں گے۔ یہ جلسہ دو بجے ختم ہُوا۔ تیسرے دن کے مناظرہ میں مضمون "مسیح کی آمد ثانی" تھا۔ جس پر احمدی مناظر نے کافی سے زیادہ روشنی ڈالی۔ اور پبلک کو خوب سمجھایا۔ کہ دوبارہ آنے والا مسیح ناصری نہیں۔ بلکہ مسیح محمدی ہے۔ جو ٹھیک دانیال نبی کی پیشگوئی کے مطابق ۱۲۹۰ میں قادیان میں آیا۔ پادری صاحبان نے خوب خاموشی سے سنا۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہمیں کسی وقت قادیان جاؤں گا۔ اور مولوی صاحب سے یہ وعدہ کیا ہے۔ کہ میں قادیان آؤں گا۔

(فضل کریم سیکرٹری دعوت و تبلیغ بالاکوٹ)

غیر احمدی مشن

دوسرا مناظرہ غیر احمدیوں سے تھا

۳۰ جنوری کو گیارہ بجے مناظرہ ختم نبوت پر ہُوا غیر احمدی احباب کی طرف سے مولوی محمد قاسم صاحب فاضل دیوبندی تھے۔ پہلی تقریر نصف گھنٹہ تھی۔ جو فریق مخالف نے خاتم کے الفاظ پر صرف کی۔ آپ نے خاتم النبیین پیش کی۔ اور کچھ واقعات حضرت زینب رضی اللہ کے پیش کئے۔ وقت ختم ہو گیا۔ بعد ازاں احمدیوں کی طرف سے مولوی صاحب اللہ دتا جالندھری کھڑے ہُوئے اور آپ نے خاتم النبیین کے جو صحیح معنی تھے حاضرین کے سامنے پیش کئے۔ چند ایک اقتباس تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کے پیش کئے۔ بعد ازاں لا نبی بعدی کا جواب ملا علی قاری کی کتاب موضوعات کبیر سے دیا۔ اور آٹھ آٹھ آئتیں اور چند حدیثیں اثبات نبوت میں پیش کیں۔ جن کا جواب مولوی محمد قاسم صاحب نے لا نبی بعدی کے سوا کچھ نہ دیا۔ پہلا جلسہ دو بجے ختم ہو کر پھر دوسرا اجلاس چار بجے شروع ہُوا۔ مضمون وفات مسیح تھا۔ مولوی صاحب محمد قاسم نے آیت بل رفعہ اللہ پیش کی۔ ان کی تقریر کے بعد مولوی اللہ دتہ صاحب اُٹھے۔ آپ نے قرآن مجید و احادیث و لغت عرب سے رفع کے معنی پیش کئے۔ اور سولہ آیات وفات مسیح کے اثبات میں پیش کرنے کے بعد چند مطالبات کئے۔ پہلا مطالبہ یہ تھا۔ کہ قرآن مجید سے ایسا ثبوت دیں۔ کہ جہاں لکھا ہو۔ کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر اس خاکی جسم کے ساتھ گیا۔ اور دوسرا مطالبہ یہ کہ قرآن مجید میں آسمان کا لفظ بھی ہو۔ تیسرا مطالبہ متوفی کا تھا۔ کہ خدا فاعل فی روح مفعول اور باب تفعل ہو۔ پھر موت کے سوا کوئی اور معنی ہوں۔ ان مطالبات کا غیر احمدی مولوی صاحب کی طرف سے بجز خاموشی کے کوئی جواب نہ ملا۔ یہ جلسہ بھی بخیر و خوبی ختم ہُوا۔ تیسرا مضمون صداقت مسیح موعود پر تھا۔ جو یکم فروری کو شروع ہُوا۔ مگر فریق مخالف نے بجائے صداقت کے رسالہ دعاوی مرزا کا ٹریکٹ پڑھنا شروع کر دیا۔ یعنی اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔ جن کا مولوی اللہ دتا صاحب نے قرآنی آیات سے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی بیس دلائل صداقت مسیح موعود پر پیش کئے۔ جس کا جواب آیت فملی لھم کے سوا اور کچھ نہ پایا۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں آپ کے پیش کردہ دلائل کا جواب قرآن مجید سے نہیں دوں گا۔ اور لوگوں کو بھڑکانے کے لئے یہی ٹریکٹ اعتراضوں کا پڑھتا رہوں گا۔ تین بجے جلسہ ختم ہُوا۔ بالاکوٹ میں یہ پہلی فتح ہے۔ جو حضرت ابو العطاء مولوی اللہ دتا صاحب کے ہاتھوں ہُوئی ہے۔ یہ خدا کی نصرت ہے۔ جو آیت انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا کے مطابق ہمیں ملی ہے۔ مگر مبارک باد کا سہرا مولوی صاحب کے سر پر ہے۔ فقط۔

(حفیظ اللہ ٹیلر بالاکوٹ)